REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPERS FOR INDIA
AT NO, R.N.O 7/57

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم　　وعلی عبدہ المسیح الموعود

جلد ۲۴
ایڈیٹر۔ محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر۔ جاوید اقبال اختر

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

شمارہ ۱۴
شرح چندہ
سالانہ ۱۵ روپے
ششماہی ۸ روپے
ممالک غیر ۳۰ روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے
REGD. NO. P/GDP-3

THE WEEKLY BADR QADIAN

۲۱ ربیع الاول ۱۳۹۵ ہجری　　۳ شہادت ۱۳۵۴ ہش　　۳ اپریل ۱۹۷۵ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۷ ..... (مارچ) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق الفضل میں شائع شدہ مورخہ ۲۱ امان کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔
• طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمدللہ"
احباب اپنے محبوب امام ہُمام کی صحت و سلامتی درازی عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے درد دل سے دُعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۳۱ امان (مارچ) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مورخہ ۲۸ کو بعض چند علماء کرام و درویشان کرام پونچھ کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ احباب دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ آپکا سفر و حضر میں حافظ و ناصر رہے۔ آمین
— مقدس خاندان کے دیگر افراد نیز قادیان میں بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمدللہ
— حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی مع جملہ درویشان کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمدللہ

لوکل انجمن احمدیہ کے زیرِ اہتمام

قادیان میں یومِ مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک تقریب

سیرتِ مسیح موعودؑ کے مختلف پہلوؤں پر علماء سلسلہ کی معلوماتی تقاریر

(رپورٹ مرتبہ: مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب شاہدی)

قادیان ۲۳ امان (مارچ) آج یوم مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک تقریب نہایت شاندار رنگ میں منائی گئی۔ جسمیں قادیان کے تمام مردوں نے اور عورتوں نے بھی پردہ کی رعایت سے شرکت کی۔ جلسہ کا انعقاد مسجد اقصیٰ میں ٹھیک نو بجے زیر صدارت حضرت الحاج مولانا عبد الرحمٰن صاحب امیر مقامی ہوا۔ تلاوتِ قرآن کریم مکرم مولوی نور الاسلام صاحب نے کی اور نظم عزیزم وحید الدین صاحب نے پڑھی پہلی تقریر مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ نے

یوم مسیح موعودؑ اور بیعت اولیٰ کی تاریخی اہمیت اور اسکا پس منظر

کے عنوان پر کی اپنی تقریر کے ابتداء میں ۲۳ مارچ کی اہمیت کو واضح الفاظ میں بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ آج کا دن نہ صرف تاریخ احمدیت بلکہ تاریخ اسلام میں ایک اہم دن ہے جسکے بارے میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر تمام انبیاء نے خبر دی ہے۔
فاضل مقرر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت مسلمانوں کی حالت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مسلمانوں کی اسقدر کمزور حالت تھی کہ اُنپر عیسائیت غالب آرہی تھی

ظَهَرَ الفَسَادُ فِی البَرِّ وَالبَحرِ
کا دور دورہ تھا۔ ایسے وقت میں آپ نے آکر اسلام کی برتری کو ظاہر فرمایا اور عیسائیت کا زبردست مقابلہ کیا۔ بعدہٗ مقرر موصوف نے بیعت اولیٰ کی اہمیت بخوبی واضح کرتے ہوئے اس کی تاریخی اہمیت بیان فرمائی اور اپنی تقریر کو دس شرائط بیعت سُنا کر ختم کیا۔
دوسری تقریر مکرم سعادت احمد صاحب متعلم جامعہ احمدیہ قادیان نے

حضرت مسیح موعودؑ کا منصب اور مقام

کے عنوان پر کی۔ آپ نے احادیث کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام بیان کرتے ہوئے بتایا کہ آپؑ کا مقام اتنا ارفع تھا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی اُمت کو کہا کہ جو تم میں سے میری اُمت کے مسیح موعود کو پائے اُسے چاہئیے کہ وہ اس تک میرا سلام پہنچائے آپ نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام آنحضرت صلعم کا بروزِ کامل ہونے کے اعتبار سے گذشتہ انبیاء سے بڑھکر تھا اس لئے آپ کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً کہا کہ جَرِیُّ اللّٰہِ فِی حُلَلِ الاَنبِیَاءِ
بعدہٗ مکرم محمد یوسف صاحب انور متعلم جامعہ احمدیہ نے درِّ ثمین سے نظم پڑھ کر سُنائی

تیسری تقریر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے

بعثتِ مسیح موعودؑ کے اغراض و مقاصد

کے عنوان پر کی آپ نے مسیح موعود علیہ السلام کی آمد سے قبل مسلمانوں کی حالت کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ اس وقت زمین و آسمان کی یہ آواز تھی کہ اس زمانہ میں ہی مسیح موعود کو آنا چاہئیے۔ بعد ازاں بعثت مسیح موعود کی تین اہم اغراض یعنی احیائے دین، غلبۂ اسلام اور خدمتِ قرآن کو تفصیل سے بیان کیا۔
چوتھی تقریر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے

صداقت مسیح موعود علیہ السلام

کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام گذشتہ انبیاء کی طرح قادیان کی ایک چھوٹی سی اور گمنام بستی میں مبعوث کئے گئے۔ اپنے بیگانے آپ کے مخالف ہوگئے۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ترقی عطا فرمائی جس کی قبل از

(باقی صفحہ پر دیکھیں)

خلاصہ خطبہ جمعہ

ربوہ ۱۴ امان (جمعۃ المبارک) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ پڑھائی خطبہ جمعہ میں حضور نے گذشتہ خطبہ جمعہ کے تسلسل میں سورۃ الملک کی ابتدائی پانچ آیات کی تفسیر کرتے ہوئے واضح فرمایا کہ حُسنِ عمل کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ قانون بنایا ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر بنے اور ان آیات میں بنیادی صفت خَلَقَ سَبعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا بیان فرمائی ہے یعنی یہ کہ اس نے سات آسمان پیدا کئے جو درجہ بدرجہ نیچے اوپر اور باہم موافق ہیں حضور نے فرمایا ان ظاہری آسمانوں کی طرح روحانیت کے بھی سات آسمان ہیں جن کے لئے مجاہدہ محنت اور عاجزانہ راہوں کو اختیار کرنا پڑتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے دامن کو اس طرح پکڑنا ضروری ہے۔ کہ خواہ کچھ ہو جائے انسان اسے نہ چھوڑے اور اس کا مظہر بننے کی کوشش کرے۔ خدا تعالیٰ کے خلق میں جس طرح کوئی تضاد یا تفاوت نہیں اسی طرح انسان کی زندگی میں کوئی اندرونی تضاد نہیں ہونا چاہئیے اس میں ہر لحاظ سے پوری کامیابی کا راز مضمر ہے۔
اس ضمن میں حضور نے واضح فرمایا کہ پچھلے سال دنیا نے جماعت کے کردار کا ایک عجیب نظارہ دیکھا۔ اس کے کردار میں حسن تھا تضاد نہیں تھا افرادِ جماعت نے اپنے کردار سے آشکار کر دکھایا کہ انہوں نے خدا کو جانا اور پہچانا ہے۔ اور اسی میں ان کی زندگی ہے۔ وہ دکھ دیئے جا رہے تھے اور پھر وقت آنے پر انہوں نے خود دکھ دینے والوں کے ساتھ حسن سلوک و ہمدردی کا مظاہرہ کیا۔ جماعت کا اصل مقام یہی ہے۔ اور خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ جماعت

(باقی صفحہ پر دیکھیں)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے جے ہند پرنٹنگ پریس نہرو گارڈن روڈ جالندھر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۳ شہادت ۱۳۵۴ ہش

شاہِ فیصل کا افسوسناک قتل!

خالد بن عبد العزیز سعودی عرب کے نئے حکمران مقرر

اور

فہد بن عبد العزیز کو ولیعہد بنا دیا گیا

گذشتہ بدھ کے روز مورخہ ۲۶ مارچ ریاض ریڈیو نے اپنے پروگرام کو روک کر المناک خبر نشر کی کہ شاہ فیصل کو اُن کے بھتیجے فیصل بن مساعد بن عبد العزیز نے گولی مار کر قتل کر دیا۔ نشریہ میں یہ بتایا گیا کہ مرحوم شاہ آج صبح جب اپنے سرکاری کاموں میں مشغول تھے تو اُن کا یہ بھتیجا اُن کو عید میلاد النبی صلعم کی مبارکباد دینے آیا۔ اور قریب پہنچنے پر ریوالور نکال کر اُن پر کئی گولیاں چلائیں۔ اور سخت زخمی حالت میں شاہ کو ہسپتال پہنچایا گیا۔ جہاں اُن کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ریاض ریڈیو نے یہ بھی بتایا کہ شہزادہ فیصل بن مساعد کا دماغ ٹھیک نہیں ہے۔ مرحوم شاہ فیصل کی عمر ۶۹ سال تھی۔ آپ ۱۹۶۴ء میں اس وقت برسرِ اقتدار آئے جب وزراء کی کونسل نے آپ کے بڑے بھائی شاہ سعود کو تخت سے محروم کر دیا تھا۔ اس طرح ان کی کل مدتِ حکومت گیارہ برس ہوئی۔

شاہ فیصل کے افسوسناک قتل کی یہ ناگہانی خبر تمام عالم اسلام پر ایک بجلی کی طرح گری اور سب جگہ صفِ ماتم بچھ گئی۔ ریاض ریڈیو کی نشری اطلاع کے مطابق اگلے روز یعنی ۲۷ مارچ ۱۹۷۵ء کو عصر کی نماز کے بعد نماز جنازہ اور تدفین عمل میں آنی قرار پائی تھی۔ اس لئے مختلف ممالک کے سربراہ اور نمائندے تجہیز و تکفین میں شرکت کے لئے پہنچنے شروع ہو گئے۔ چنانچہ شاہِ اُردن، صدر جمہوریہ ہند مسٹر فخر الدین علی احمد اور مصر کے صدر مسٹر انور سادات، صدر الجزائر بومدین، قطر اور بحرین کے حکمران، صدر شام حافظ الاسد، صدر تیونس مسٹر حبیب بورقیبہ، امریکہ کے نائب صدر مسٹر راکفیلر، پاکستان کے وزیر اعظم مسٹر بھٹو وغیرہ وغیرہ شامل ہوئے۔

۲۶ مارچ کو شاہ فیصل کا جنازہ اُٹھنے سے قبل شاہ خالد بن عبد العزیز کو نہایت سادہ طریق پر مملکت سعودی عربیہ کا باقاعدہ طور پر حکمران بنایا گیا۔ شاہی محل میں یہ تقریب ۱½ گھنٹہ تک جاری رہی۔ شاہی خاندان کے تمام افراد، مذہبی رہنماؤں و ملکی فوجی کمانڈروں اور قبائلی سرداروں نے اپنی وفاداری کا یقین دلایا۔ واضح رہے کہ مملکت سعودی عربیہ میں کوئی تاج و تخت نہیں ہے۔ اس لئے وہاں کوئی رسم تاجپوشی عمل میں نہیں آئی۔ بلکہ وہابی طریقۂ کار کے مطابق نہایت سادہ طور پر یہ تقریب عمل میں آئی ہے۔

نئے شاہ خالد نے ریڈیو سے اپنا پیغام نشر کرتے ہوئے اعلان کیا کہ میں مرحوم شاہ فیصل کی پالیسیوں پر چلوں گا۔ اور اُن کے مشن کو جاری رکھوں گا۔ اس طرح ریڈیو سے نئے سربراہِ مملکت کی یہ پہلی تقریر تھی۔ اس موقعہ پر شاہ خالد کے چھوٹے بھائی ۵۳ سالہ شہزادہ فہد کو ولی عہد بنائے جانے کا اعلان بھی کیا گیا۔

بعد نماز جنازہ مرحوم شاہ فیصل کا جنازہ نئے بادشاہ خالد بن عبد العزیز کی قیادت میں مسجد سے ریاض کے ایک عام قبرستان میں سپردِ خاک کئے جانے کے لئے روانہ ہوا۔ جہاں ہزاروں نفوس کی موجودگی میں مرحوم شاہ فیصل کو مرحوم کے والد اور مملکت سعودیہ کے بانی شاہ عبد العزیز بن سعود کے پہلو میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ۔

شاہ فیصل مرحوم سلطان عبد العزیز بن سعود کے تیسرے لڑکے تھے ان کے ۲۲ دوسرے بھائی تھے وہ ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے ۱۹۶۴ء میں بادشاہ بنے۔ مرحوم شاہ فیصل نے اپنے ملک میں غلامی کا انسداد کیا۔ تعلیم کو فروغ دیا۔ سرکاری تیل ایجنسی کا قیام عمل میں لائے۔ اپنے ملک کی صنعتی اور زرعی ترقی کے لئے بہت سے اقدامات کئے۔ تیل کی دولت کو ترقیاتی منصوبوں کے لئے استعمال کر کے سعودی شہروں کو بالکل جدید شہر بنا دیا۔ جہاں دنیا کی تمام آسائشیں مہیا ہیں۔ مرحوم شاہ فیصل کو عرب اتحاد کی علامت کہا جاتا ہے۔ ان کی تیل کی طاقت تمام عرب ممالک کی طاقت سے زیادہ تھی۔ اس طرح وہ مغربی ایشیا کی سب سے بڑی اقتصادی قوت کے مالک تھے۔ ۱۹۷۳ء کی جنگ رمضان میں تیل پیدا کرنے والے عرب ممالک نے تیل کو بطور ہتھیار استعمال کرنے کا فیصلہ کیا تو کہا جاتا ہے کہ مرحوم شاہ فیصل کا کردار قائدانہ حیثیت رکھتا تھا۔ اسی طرح امریکہ کی اسرائیل نواز پالیسی کو تبدیل کروانے میں بھی شاہ فیصل کا بڑا ہاتھ تھا۔ انہیں کے دباؤ کا نتیجہ تھا کہ کسنجر نے نہر سویز سے پیچھے ہٹنے پر اسرائیل کو آمادہ کیا۔ شاہ فیصل کے عہد میں اپنے ملک کے تیل کی پوری ملکیت اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد وہ لا انتہا دولت کے مالک ہو گئے جس سے اپنے عوام کی حالت کو بہتر بنانے میں اور تیسری دنیا کی مدد کے لئے کام میں لا رہے ہے۔ سعودی عرب نے گذشتہ سال ۲ کھرب ۸۹ ارب ڈالر کا پٹرول فروخت کیا۔

شاہ فیصل اپنے دورِ اقتدار میں حکومت کے انتظام میں بڑے شہزادوں اور امیروں سے مشورہ کرتے۔ لیکن فیصلے سب اُن کے ہی ہوتے۔ اُن کی کوئی باقاعدہ مجلس شوریٰ یا پارلیمنٹ نہ تھی۔ جیسی کہ بحرین اور کویت میں ہے۔

ٹائمز آف انڈیا نئی دہلی کے لکھنے کے بموجب "شاہ فیصل کے دلی تعاون کے بغیر شام و اُردن کی محاذی ریاستیں اسرائیل کے خلاف جنگ کے لئے تیار نہ ہو سکتی تھیں۔ تیل کو بطور ہتھیار استعمال نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اور جنگ رمضان کا نتیجہ مختلف ہو سکتا تھا۔ اس لئے صدر سادات، صدر حافظ الاسد کی مانند وہ بھی اسرائیل کے خلاف جنگ میں فتح کے معمار ہیں۔ امریکہ کی مغربی ایشیا سے متعلق پالیسی کو تبدیل کرانے میں کسی بھی دوسرے شخص کے مقابلہ میں اُن کا حصہ زیادہ ہے" (ٹائمز، دہلی ۲ ...)

کہا جاتا ہے کہ شاہ فیصل نے قسم اُٹھا رکھی تھی کہ وہ اپنی زندگی میں آزاد بیت المقدس میں مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کریں گے۔ لیکن افسوس کہ ان کی اس ناگہانی المناک وفات کے نتیجہ میں اُن کی یہ آرزو پوری نہ ہو سکی۔ اپنے گیارہ سالہ دورِ اقتدار میں جس طور پر انہوں نے اپنے ملک کی خدمات کیں اور حرمین شریفین کی توسیع وغیرہ کے کاموں میں دلچسپی لیتے رہے۔ مسلمانوں کی نگاہ میں قابل احترام وجود سمجھے جاتے تھے۔ نہ صرف یہ بلکہ دیگر اوصاف اور ملی مسائل پر عبور رکھنے اور زبردست اقتصادی طاقت کے مالک ہونے کے سبب عالمی شہرت کے نقطۂ عروج پر پہنچے ہوئے تھے تاہم قدرت کو یہی منظور تھا کہ وہ اس وقت اس دارِ فانی سے کوچ کر جائیں جبکہ تمام عالم اسلام کی طرف سے بالعموم اور عالم عرب کی طرف سے بالخصوص یہ کہا جا رہا تھا کہ اب شاہ فیصل کی بہت ضرورت تھی۔ لیکن قدرت کے راز کو کون پا سکتا ہے اس کا فیصلہ برحق ہوتا ہے۔ اور وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے۔ بہر حال اب مرحوم کے جانشین اور دنیائے عرب کے رہنماؤں پر زیادہ ذمہ داری آن پڑی ہے۔ خدا کرے کہ وہ حقیقت پسندانہ بصیرت کے ساتھ آنے والے حالات کا مقابلہ کریں اور اسلام کی سربلندی کے لئے سیاسی جد و جہد میں لگے رہنے کے ساتھ ساتھ اپنی روحانی حالت کی طرف بھی توجہ کریں۔ اور اس عجیب نقطۂ قرآنی کو فراموش نہ کریں جو آیت کریمہ أَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ۔ کے آخری حصہ میں نہایت واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ اس کی بدولت ہی مسلمانوں کو تمام قسم کی سربلندیاں اور حقیقی غلبہ موقوف ہے ——!! وباللہ التوفیق

ایک اور خبر

ریاض ۲۶ مارچ۔ گذشتہ منگل کو جب کویتی مہمان شاہ فیصل سے ملاقات کیلئے آئے ہوئے تھے تو حفاظتی انتظامات میں نرمی سے فائدہ اُٹھا کر ایک نوجوان بھی کویتی ملاقاتیوں کے ساتھ باریابی کیلئے شاہی ہال میں پہنچ گیا اور کسی نے اس کے بارے میں نہ پوچھا۔ اگرچہ اس دن یوم عید میلاد النبی تھا۔ لیکن شاہ فیصل اپنے معمول کے مطابق دفتر میں کام کر رہے تھے ... اس وقت تقریباً ۱۰½ بجے تھے ... جب شاہ فیصل کویتی وزیر سے بغلگیر ہوئے تو نوجوان شہزادہ دو میٹر سے بھی کم دوری پر کھڑا تھا۔ کویتی وزیر کا خیر مقدم کرنے کے بعد جب شاہ پلٹے تو یہ قاتل بڑی تیزی سے آگے بڑھا۔ اور اس نے ایک چھوٹا خودکار پستول اپنی جیب سے نکال لیا۔ جسے عام طور پر "لیڈیز گن" کہا جاتا ہے۔ ابھی وہ پستول نکالنے ہی والا تھا کہ شاہ

(باقی صفحہ کالم ۳ و ۴ پر دیکھیں)

ہم گھوڑوں سے اس لئے پیار کرتے ہیں کہ اللہ اور اسکے رسولؐ نے ہمیں ایسا کرنے کی تلقین فرمائی ہے!

گھوڑے خود پالیں ان پر سواری کریں اور انہیں لمبا اور تیز چلنے کی عادت ڈالیں

چوتھے سالانہ گھوڑ دوڑ ٹورنامنٹ کے اختتام پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا خطاب

فرمودہ ۲۳ر تبلیغ ۱۳۵۴ ہش مطابق ۲۳ر فروری ۱۹۷۵ء بمقام ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
"گھوڑوں کے سلسلہ میں قرآن عظیم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ذکر میں ایک بنیادی حقیقت یہ بتائی ہے کہ:-

إِنِّىٓ أَحْبَبْتُ حُبَّ ٱلْخَيْرِ عَن ذِكْرِ رَبِّى
(ص ۳۸ : ۳۳)

کہ میں (سلیمان) الخیر سے اس لئے محبت کرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کی پیدا کردہ یہ اچھی مخلوق یہ خیر مجھے اللہ تعالےٰ کی یاد دلاتی ہے۔
ہمارے لئے محسنِ اعظم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد

سب سے بڑی "خیر"

جو ایک دوسرے کو اللہ تعالےٰ کی شان دکھانے والی ہے۔ وہ اُمّتِ محمدیہ ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے:-

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" (آلِ عمران ۳ : ۱۱۱)

اُمتِ محمدیہ کے جو افراد حقیقی طور پر اور صحیح معنی میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرنے والے اور آپ کے اسوۂ حسنہ کا عکس اپنے وجود میں ظاہر کرنے والے ہیں، وہ اُمت محمدیہ کے بہترین افراد ہیں۔ دوسرے نمبر پر "الخیر" سے مراد انسانیت ہے۔ یعنی بنی نوع انسان ہیں۔ جنہیں اشرف المخلوقات قرار دیا گیا ہے۔ اور بنی نوع انسان میں ایک وہ "انسانِ کامل" علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہوا جس کے متعلق اللہ تعالےٰ کی طرف سے قرآن کریم میں یہ مذکور ہے
"قُلْ إِنَّمَآ أَنَا۠ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" (الکہف ۱۸ : ۱۱۱)
یعنی بشر ہونے کے لحاظ سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انسان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ بشر کے مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ویسے ہی بشر ہیں جیسے کوئی دوسرا بشر۔ اور ہر دوسرا بشر بشر ہونے کے لحاظ سے ویسا ہی بشر ہے۔ جیسا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس یہ وہ شرفِ انسانی ہے جس پر اسلام نے بڑا زور دیا ہے۔ نوع انسانی کے شرف اور عزت کو قائم کرنے کے لئے دنیا میں پہلی بار قرآن کریم نے دعویٰ کیا ۔۔
غرض

شرفِ انسانی کا قیام

اس "الخیر" کی محبت کا نتیجہ ہے۔ جس سے بنیادی طور پر دو باتیں ہمارے سامنے آتی ہیں ایک یہ خدا کی پیدا کردہ اچھی چیزوں سے ہم اس لئے پیار کرتے ہیں اور ان سے اس لئے تعلق رکھتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ تعالےٰ کی یاد دلاتی ہیں۔ اور سب سے زیادہ یاد دلانے والی تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے۔ خدا تعالےٰ نے آپ کو ذاتِ باری کا مظہر اتم قرار دیا ہے۔ آپ کی زندگی میں ہم نے اللہ تعالےٰ کی صفات کے کامل اور مکمل نمونے دیکھے۔ اور جیسے کہ میں پہلے بھی کئی بار بتا چکا ہوں ہر انسان کو اپنے اپنے دائرۂ استعداد کے اندر یہ طاقت بخشی گئی ہے کہ اگر وہ چاہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش اپنی زندگی میں پیدا کرکے اسی طرح اپنے دائرہ میں اپنے کمال کو پہنچ سکتا ہے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائرہ میں کمال کو پہنچے تھے تاہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائرۂ استعداد کی وسعت اس قدر زیادہ ہے کہ کسی ماں نے وہ بچہ نہیں جنا جس کا دائرہ ترقی اور دائرۂ نشو ونما اتنا بڑا ہو کہ جتنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔
اور پھر دوسری مخلوق ہے۔ دوسری مخلوقات میں سے بعض کی خیر کم ہے اور بعض کی زیادہ۔ بعض کی خیر وقتی ہے۔ اور بعض کی اس دنیوی زندگی کی انتہا تک ہے۔ چنانچہ جس مخلوق کی خیر یا بھلائی کا دائرہ انسان کی خدمت کے لحاظ سے قیامت تک پھیلا ہوا ہے۔ ان میں سے ایک گھوڑا ہے۔ جیسا کہ ابھی رپورٹ میں ایک حدیث پڑھی گئی تھی ؛ گھوڑے کی پیشانیوں میں اللہ تعالےٰ نے اُمتِ مسلمہ کے لئے قیامت تک کے لئے

خیر اور بھلائی

اور فائدہ مقدر رکھا ہے۔ پس ہم اس لئے گھوڑے سے پیار کرتے ہیں کہ قرآن عظیم نے ان سے پیار کرنے کی ہمیں تلقین کی ہے۔ پہلے انبیاء کا نمونہ بھی ہمارے سامنے ہے۔ اور خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ بھی ہمارے سامنے ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک دن صحابہؓ نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھوڑے کے جسم کو اپنی چادر کے ساتھ صاف کر رہے اور اس سے بڑا پیار کر رہے تھے۔ صحابہؓ وہ لوگ تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جان دینے والے تھے۔ اس موقعہ پر وہ آگے بڑھے اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم یہ کام کرتے ہیں آپؐ کیوں تکلیف فرما رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ میں خود ہی یہ کام کروں گا۔ کیونکہ میرے خدا نے مجھے یہ فرمایا ہے کہ تم ایسا کرو۔ اس طرح گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اُمتِ مسلمہ اور نوع انسانی کے لئے ایک نمونہ قائم کر دیا کہ گھوڑوں کے اندر جو برکت رکھی گئی ہے۔ اس کو کس طرح خدا تعالےٰ کے پیار میں اور اس کی رضا جوئی کی خاطر حاصل کیا جاسکتا ہے۔
پس گھوڑے بذاتِ خود کوئی چیز نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے حجر اسود سے کہا کرتے تھے کہ مجھے پتہ ہے کہ تو کالے رنگ کا ایک معمولی پتھر ہے۔ اور اپنی ذات میں کوئی چیز نہیں ہے۔ لیکن مجھے حکم ہے کہ اسوۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کروں اور چونکہ میں

خدا تعالیٰ کا ایک مطیع بندہ

ہوں اس لئے تجھ سے پیار کرتا ہوں۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھ سے پیار کرتے دیکھا ہے۔ اس لئے میں بھی تجھ سے پیار کرتا ہوں۔ اسی طرح ہم بھی گھوڑوں سے اس لئے پیار کرتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پیار کیا ـــــ ہم گھوڑوں سے پیار کرتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں

کہ دنیا کو یہ بھی معلوم ہو کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا تھا کہ قیامت تک کے لئے گھوڑے میری اُمت کو بھلائی اور خیر کے سامان پہنچاتے رہیں گے۔ آپؐ کی اُمت آپؐ سے اتنا پیار کرنے والی ہے کہ آپؐ کے اس فرمان کے مطابق اللہ تعالیٰ کی اس مخلوق سے جسے ہم گھوڑا کہتے ہیں اُمتِ مسلمہ قیامت تک برکت حاصل کرنے کی کوشش کرتی رہے گی جیسا کہ ابھی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ اس ٹورنامنٹ میں کچھ ترقی تو ہوئی ہے۔ لیکن اتنی نہیں ہوئی جتنی ہماری خواہش ہے۔ صرف ۲۲ جماعتوں کے گھوڑے یہاں پہنچے ہیں۔ حالانکہ ہماری جماعتوں کی تعداد ہزاروں تک جا پہنچی ہے ایک جماعت میں کم از کم ایک گھوڑا تو ہونا چاہیئے۔ خواہ دیسی "ٹٹو" ہی کیوں نہ ہو۔ یہ بھی بڑا کام آتی ہے۔ ۲۰ میل کی دوڑ میں ایک ٹٹو نے زبانِ حال سے ہماری طرف منہ موڑ کر بڑی شان کے ساتھ کہا کہ تم مجھے ٹٹو ٹٹو کہا کرتے تھے۔ مگر دیکھو آج میں عرب گھوڑوں اور حاجی لشیر کے تھارو بریڈ (Through Bred) کو پیچھے چھوڑ کر آگے نکل آئی ہوں۔ اس میں بھی ایک برکت ہے۔ اور یہ بڑا کام آتی ہے اور یہ آگے اس لئے نکل آئی کہ جو لوگ ٹٹو رکھنے والے ہیں وہ اپنی ضرورت کے لئے رکھتے ہیں۔ شان کے لئے تو نہیں رکھتے۔ اس لئے ان کی ضرورت انہیں مجبور کرتی ہے کہ روزانہ نہیں تو ہر دوسرے دن اس پر

پچیس تیس میل کا سفر

کریں۔ اس لئے اس کو چلنے کی عادت ہے اور وہ دوڑ میں تھکی نہیں مگر جن کو عادت نہیں تھی وہ تھک گئیں۔ اس حقیقت کی طرف قرآن کریم نے یہ کہہ کر توجہ دلائی ہے۔

وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً (التوبۃ ۹:۴۶)

کہ جب کوئی کام کرنا ہو تو اس کے لئے تیاری کرنی پڑتی ہے۔ اگر کوئی آدمی تیاری نہ کرے اور عین آخری وقت میں مقابلہ میں آ جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس کی نیت نہیں تھی اس پیار کے اظہار کی جس کی طرف جماعتِ احمدیہ کی توجہ دلائی جا رہی تھی۔

بعض لوگ گھوڑے مانگ کر لے آتے ہیں کسی چیز کا مانگنا تو ویسے ہی بُری بات ہے۔ چہ جائیکہ گھوڑے کا مانگنا یہ تو گھوڑے کو ذلیل کرنے والی بات ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

"اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى"

(صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الاستعفاف عن المسئلۃ)

مانگنے والا ہاتھ خیر نہیں چونکہ خیر سے خیر ملتی ہے اس لئے اس ہاتھ سے لوگوں کو خیر کس طرح مل جائے گی۔ جو خیر نہیں رہا۔ کیونکہ خیر، خیر کو اس طرح کھینچتی ہے جس طرح نور کو نور جذب کرتا ہے۔

پس

دوستوں کو مَیں نصیحت کرتا ہوں

کہ وہ گھوڑے مانگ کر نہ لائیں بلکہ اپنے گھوڑے رکھیں اُن پر سواری کیا کریں اُن سے کام لیا کریں۔ اُن سے پیار بھی کریں اور اُن سے خدمت بھی لیں۔ ان کو لمبا اور تیز چلنے کی عادت ڈالیں۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہم سب کو اس کی سمجھ بھی عطا کرے اور نیکی کے کام اور خیر کے حصول کی سعی میں برکت کی بھی توفیق دے"۔

اس کے بعد حضور نے اپنے دستِ مبارک سے انعامات تقسیم فرمائے اور پھر حضور کی اقتداء میں اجتماعی دعا پر یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ بقیہ صا

اس مقام پر کھڑی رہے اور اس مقام میں حسن اور عظمت پیدا کرنے کی کوشش کرے حضور نے فرمایا اسی حسن سے ہم نے دنیا کے دل جیتنے ہیں ہمارا اصل کام رضائے الٰہی کو حاصل کرنا ہے۔

شاہِ فیصل کا قاتل

شاہ فیصل کے ۲۸ سالہ قاتل پرنس فیصل بن مساعد بن عبدالعزیز کے بارہ میں ابتدائی خبریں بتایا گیا تھا کہ اس کا دماغی توازن درست نہیں تاہم وقوعہ کے بعد ہی اُسے زیرِ حراست لیا جا کر اس سے پوچھ گچھ جاری رہی۔ ساتھ ہی ماہرین اس کے دماغ کی کیفیت کا بھی ڈاکٹری جائزہ لے رہے ہیں۔ چنانچہ ۳۰ مارچ کے نشریہ میں بتایا گیا ہے کہ ڈاکٹروں نے قاتل پرنس فیصل کو صحیح الدماغ قرار دیا ہے۔ اب اسے شرعی عدالت میں پیش کیا جائے گا۔ اور شرعی فیصلہ کے تحت برسرِ عام اس کا سر قلم کر دیا جائے گا۔

اخبار الجمعیۃ مجریہ ۲۹ مارچ میں بیروت کے اخبار السفیر اور   کے حوالے سے لکھا گیا ہے کہ:۔

"ہو سکتا ہے کہ قاتل نے شاہ فیصل کو اس لئے قتل کیا ہو کہ وہ اپنے بھائی پرنس خالد کی ہلاکت کا بدلہ لینا چاہتا تھا۔ جو پانچ سال قبل اس وقت پولیس کی گولی کا نشانہ بن گیا تھا۔ جب اس نے اپنے گروہ کے آدمیوں کے ساتھ سرکاری ٹیلی ویژن اسٹیشن پر حملہ کیا تھا۔

بتایا جاتا ہے کہ پرنس خالد بہت ہی قدامت پسند تھا۔ اور اسے یہ بات ناپسند تھی کہ ٹیلی ویژن جیسی شیطانی چیز کا سعودی عرب میں اجراء کیا جائے۔ وہ مغربی نظریات کے سخت خلاف تھا۔ اور وہابی تحریک کا کٹر پیرو سمجھا جاتا تھا۔ خود شاہ فیصل کا بھی اس تحریک سے تعلق تھا۔ لیکن وہ اپنی مملکت کو جدید ترقی سے دُور نہ رکھنا چاہتے تھے۔ ایک طبقہ جس کا سربراہ خالد بن مساعد تھا۔ اس کے خلاف تھا۔ اس نے ۱۹۶۹ء میں مظاہرہ کیا۔ اور ٹیلی ویژن کے افتتاح کو روکنا چاہا۔ لیکن وہ پولیس کی گولی کا نشانہ بن گیا۔ اس وقت فیصل بن مساعد سان فرانسسکو کے ایک اسٹیٹ کالج میں زیرِ تعلیم تھا۔ بعد میں اسے کولوریڈو (وسط امریکہ کی ایک ریاست) کی یونیورسٹی میں داخل کر دیا گیا۔ اور آخر برکلے یونیورسٹی آف کیلیفورنیا میں داخل کیا گیا۔ کولوریڈو یونیورسٹی کے افسران کا کہنا ہے کہ ایک مرتبہ اسے اکتوبر ۱۹۶۹ء میں ایل۔ ایس۔ ڈی (نشیلی گولیاں) فروخت کرنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا۔ برکلے میں ایک امریکی لڑکی کرسٹی ثرما اس کی دوست بن گئی تھی۔ جو ۵ سال تک اس کے ساتھ رہی اس کی عمر اس وقت ۲۶ سال تھی۔ اس نے ایک ملاقات میں کہا۔ "جو کچھ ہوا میں اس کا یقین نہیں کر سکتی یہ نہایت ہی دھماکہ خیز خبر ہے اور وہ ایسا کرے گا میں اس کا تصور تک نہیں کر سکتی تھی"۔ پرنس فیصل نے ۱۹۷۱ء میں برکلے یونیورسٹی سے ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی تھی۔ اور گذشتہ سال جولائی میں اپنی امریکی محبوبہ ثرما سے ملاقات کر کے سعودی عرب واپس آ گیا تھا۔ ثرما اس وقت لاس انجیلز میں رہتی ہے"۔

(الجمعیۃ دہلی ۲۹ مارچ ۱۹۷۵ء صہ)

سات ستمبر

نتیجۂ فکر عزیزہ امۃ الباری صاحبہ ایم اے کراچی بنت محترم بھائی عبدالرحیم صاحب دیانت درویش قادیان

مالکِ لولاک تیرے نام لیوا ہم بھی ہیں
اک نگاہِ لطف و رحمت، دل گرفتہ ہم بھی ہیں

آسماں کو دیکھ کر آنکھوں میں آنسو آ گئے
اس بھری دنیا میں گویا بے سہارا ہم بھی ہیں

اجنبی اور آشنا سب نے نگاہیں پھیر لیں
بیکراں گرداب غم میں اب تو تنہا ہم بھی ہیں

عابد و معبود کے رشتے کا تجھ کو واسطہ
پھر نگاہِ لطف کے لرزاں و ترساں ہم بھی ہیں

امتحاں در امتحاں منقل ہوتے جاتے ہیں ہم
ابتلاء در ابتلاء رحمت کے خواہاں ہم بھی ہیں

یہ گھٹن بے چارگی یہ کرب یہ آزردگی
صبر کی طاقت عنایت ہو کہ گریاں ہم بھی ہیں

(منقول از ہفت روزہ لاہور ۱۱)

قسط نمبر (۲)

دانشور کون ہے؟

جناب عامر عثمانی صاحب مدیر "تجلّی" دیوبند کی دانشوری کا جائزہ

از مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

مدیر تجلّی اور نزول مسیحؑ!

جناب عامر عثمانی صاحب مدیر تجلّی دیوبند "نزول مسیحؑ" کے بارہ میں رقمطراز ہیں:-

(الف) "احادیث میں اس کی تصریح ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ جو ابھی تک آسمانوں پر زندہ موجود ہیں قیامت سے پہلے دنیا میں آئیں گے۔ تو نبی کی حیثیت سے نہیں آئیں گے۔ نہ اُن پر وحی نازل ہوگی" (تجلّی ماہ جنوری ۱۹۷۵ء صفحہ ۸)

(ب) "حضرت عیسیٰ کو جس وقت اللہ نے نبوت دی تھی۔ اُس وقت انہوں نے یہی فریضہ ادا کیا۔ پھر اللہ نے اپنی قدرت سے انہیں زندہ آسمان پر اُٹھالیا۔ اور دُنیا میں اُن کے کارِ نبوت کا اختتام ہوگیا۔ اب اگر اللہ انہیں پھر سے دنیا میں یوں بھیجتا ہے۔ کہ وہ رسول اللہ کی اُمت ہی کے ایک فرد کی حیثیت سے رسالت محمّدی کے تابع رہ کر بعض کام انجام دیں۔ تو آخر اس سے حضورؐ کے خاتم النبیین ہونے میں کیا خلل پڑ گیا۔ اور مضمون قرآنی سے ٹکراؤ کیسے لازم آگیا"

(تجلّی ماہ جنوری ۷۵ء صفحہ ۸)

(ج) "احادیث کی رُو سے حضرت عیسیٰؑ کی یہ آمد حیثیت نبی نہیں ہوگی۔ نہ وہ مسلمانوں کو اپنے پر ایمان لانے کی دعوت دیں گے نہ وہ صاحب وحی ہوں گے۔ نہ کوئی اُمت برپا کریں گے" (تجلّی ماہ جنوری صفحہ ۱۲)

(د) "علماء حق نے جہاں نزول مسیح عقیدہ بیان کیا ہے۔ وہیں یہ بھی تشریح کر دی ہے۔ کہ اُن پر وحی نازل نہیں ہوگی۔"

(تجلّی ماہ دسمبر ۱۹۷۴ء صفحہ ۱۷)

عقیدہ نزول مسیح کا تجزیہ از روئے قرآن مجید و احادیث نبویہ

متذکرہ بالا عبارتوں میں عامر عثمانی صاحب نے تین امور بیان کئے ہیں۔

اوّل:- حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ دنیا میں اُن کے کار نبوت کا اختتام ہوگیا۔

دوم:- وہ اپنی آمد ثانی کے وقت نبی کی حیثیت سے نہیں آئیں گے اور نہ ہی اُن پر وحی نازل ہوگی۔

سوم:- وہ قیامت سے پہلے دنیا میں آئیں گے۔ اور رسول اللہ صلعم کی اُمت ہی کے ایک فرد کی حیثیت سے رسالت محمّدی کے تابع رہ کر کام انجام دیں گے۔

متذکرہ بالا امور کا جائزہ لینے کے لئے ہمیں قرآن مجید اور احادیث نبویہ کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ کیونکہ اس بارہ میں عامر عثمانی صاحب نے دانشوروں پر طنز کرتے ہوئے خود تحریر کیا ہے۔

(الف) "نہ انہوں نے علم الحدیث سے کوئی واقفیت حاصل کی۔ حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا مسئلہ حدیث ہی سے تعلق رکھتا ہے۔ نہ انہوں نے قرآن کو دیکھا حالانکہ احادیث رسولؐ کا سرچشمہ قرآن سے بڑھ کر کوئی نہیں۔" (تجلّی ماہ دسمبر ۱۹۷۴ء صفحہ ۶)

(ب) "یہ اصول بے شک محدثین نے طے کر دیا ہے۔ کہ جو حدیث قرآن کے خلاف ہوگی۔ اُس کی یا تو مناسب تاویل کی جائے گی۔ یا اُسے چھوڑ دیا جائیگا"

(تجلّی ماہ دسمبر ۱۹۷۴ء صفحہ ۱۹)

امر اوّل۔ عقیدہ حیات مسیحؑ

ہم اس امر کو پہلے بیان کر چکے ہیں۔ کہ قرآن مجید میں کہیں بھی اس بات کا ذکر نہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک زندہ ہیں اور وہ آسمان پر زندہ اٹھا لئے گئے۔ اور نہ ہی احادیث صحیحہ میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے اس جسم خاکی کے ساتھ زندہ آسمان پر جانے کا کوئی تذکرہ موجود ہے۔ یہ عامر عثمانی صاحب کا سراسر تحکم اور زیادتی ہے کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کے زندہ آسمان پر اُٹھائے جانے کے الفاظ کو قرآن مجید کی طرف منسوب کر کے تحریف قرآن لفظی و معنوی کے مرتکب ہوئے ہیں کیونکہ قرآن مجید نے تو واضح الفاظ میں اعلان فرمایا۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (آل عمران ع)

کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک رسول ہیں۔ آپؐ سے پہلے تمام رسول (جن میں حضرت عیسیٰ بھی شامل ہیں) فوت ہوگئے ہیں۔ اور حدیث میں اُن کی عمر ۱۲۰ سال بھی بیان کی گئی ہے۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

إِنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَاشَ عِشْرِينَ وَمِائَةَ سَنَةً۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۲۰

کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک سو بیس سال زندہ رہے ہیں۔ حدیث میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلعم نے معراج کی رات کو حضرت عیسیٰ کو وفات یافتہ انبیاء کے ساتھ دیکھا۔

(حجج الکرامہ صفحہ ۴۲۸)

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ کا خطبہ سننے کے بعد تمام صحابہ کرام کا اس امر پر اجماع ہوا۔ کہ تمام انبیاء کرام وفات پا چکے ہیں۔ جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام بھی شامل ہیں۔ گویا خلافت راشدہ کے بعد پہلا اجماع اسی عقیدہ پر ہوا ہے۔

ہم نے محض طوالت سے بچنے کے لئے صرف ایک قرآنی آیت اور چند احادیث نبوی صلعم کا تذکرہ کیا ہے۔ جن سے حضرت مسیح ناصری علیہ السّلام کی وفات ثابت ہوتی ہے۔ ورنہ قرآن مجید کی متعدد آیات اور اسی طرح متعدد احادیث نبویہ حضرت مسیح ناصریؑ کی وفات کا اعلان کر رہی ہیں۔ انہی نصوص قرآنیہ اور احادیث نبویہ کے دلائل سے متاثر ہو کر علامہ محمود شلتوت مفتی مصر اور دیگر علماء و فضلاء کو بھی وفات مسیح ناصریؑ کا واضح طور پر اقرار و اعتراف کرنا پڑا۔ جس کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں۔

لہٰذا جب حضرت مسیحؑ کی حیات اور اُن کے آسمان پر زندہ اُٹھائے جانے اور اب تک وہاں زندہ رہنے کا معاملہ ہی قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔ بلکہ اس کے برعکس اُن کی وفات ثابت ہوتی ہے۔ تو اُن کی اس جسم خاکی کے ساتھ دوبارہ اس دنیا میں اصالتاً آمد و نزول کا معاملہ ہی قابل غور نوعیت اختیار کر جاتا ہے۔ کیونکہ کسی وفات یافتہ کا زندہ ہو کر دوبارہ اس دنیا میں آنا قرآن مجید کی نصوص قطعیہ کے خلاف ہے چنانچہ احادیث میں حیات مسیح کے عدم ذکر کا اعتراف بھی اب علماء کر رہے ہیں۔

راولپنڈی پاکستان سے شائع ہونے والا ایک ماہنامہ تعلیم القرآن رقمطراز ہے۔ کہ:-

"حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی اس موضوع پر ارشاد فرمایا نزول مسیح ابن مریم ہی ذکر فرمایا۔ کبھی بھی حیات عیسیٰ علیہ السّلام کا لفظ آپؐ کی زبان مبارک پر نہیں آیا۔"

(ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی نومبر ۱۹۷۴ء صفحہ ۱)

پس نزول ابن مریم والی احادیث سے حضرت مسیح کی جسمانی زندگی کا استدلال باطل ہے۔ اور بقول مدیر تجلّی:-

"یہ اصول بے شک محدثین نے طے کر دیا ہے کہ جو حدیث قرآن کے خلاف ہوگی۔ اس کی یا تو مناسب تاویل کی جائیگی یا اُسے چھوڑ دیا جائیگا۔"

(تجلّی ماہ دسمبر ۱۹۷۴ء صفحہ ۱۹)

عقیدہ حیات مسیح اور غیرت خداوندی

قارئین کرام! مدیر تجلّی نے بڑی تحدّی سے یہ تو تحریر کر دیا۔ کہ احادیث میں اس کی تصریح ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ جو ابھی تک آسمانوں پر زندہ موجود ہیں۔ قیامت سے پہلے دنیا میں آئیں گے" (تجلّی ماہ جنوری ۱۹۷۵ء صفحہ ۸)

مگر آسمانوں میں جانے اور زندہ رہنے کے لئے کوئی حدیث صحیح و مرفوع پیش نہ کی۔ اور وہ ایسا کر بھی کیسے سکتے کیونکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ قرآن مجید اور آنحضرت صلعم کی احادیث صحیحہ میں کسی جگہ بھی اس عقیدہ کا نام و نشان نہیں پایا جاتا۔ کہ حضرت مسیحؑ زندہ اس جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر چلے گئے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السّلام کا یہ چیلنج آج بھی قائم ہے کہ اگر کہیں ایسا ثبوت ہے تو دکھلایا جائے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مشرق و مغرب کے علماء بھی اس مدعا میں کامیاب نہیں ہو سکے مدیر تجلّی عامر عثمانی صاحب کی کیا حیثیت ہے؟۔ کیونکہ قرآن مجید کی متعدد آیات اور احادیث صحیحہ مرفوعہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی وفات ثابت ہو رہی ہے۔

ہمارے نزدیک اگر کوئی نبی یا رسول زندہ رکھا جاتا۔ تو وہ کیا باعتبار اپنے ذاتی صفات کے اور کیا بلحاظ اپنے کارہائے نمایاں کے صرف اور صرف ہمارے سیّد و آقا حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہے

بدنیا گر کسے پائندہ بودے
ابوالقاسم محمد زندہ بودے

چنانچہ اللہ تعالیٰ بھی آنحضرت صلعم کو مخاطب کرتے ہوئے اپنی محبت و غیرت کا یوں اظہار فرماتا ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِنْ مِتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ (انبیاء ع)

کہ اے ہمارے حبیب! ہم نے تجھ سے پہلے کسی انسان کو غیر طبعی عمر نہیں بخشی کیا اگر تو مر جائے تو وہ غیر طبعی عمر تک زندہ رہیں گے۔؟

لیکن افسوس کہ عامر عثمانی صاحب اور اُن کے ہم نوا جو احمدیوں کی تکفیر میں بڑے جوش و خروش کا اظہار کر رہے ہیں آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرتے ہوئے یہ تسلیم کر رہے ہیں۔ کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تو مدینہ منورہ میں زمین کے نیچے مدفون ہیں۔ مگر مسیح ناصریؑ بغیر کسی تغیر جسمانی کے غیر طبعی عمر پاکر آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو امت محمدیہ کی اصلاح و ترقی کے لئے زندہ ہوکر دوبارہ اس دنیا میں نہیں آئیں گے۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السّلام بالفاظ مولانا مودودی صاحب

"بالفرض وہ وفات ہی پاچکے ہوں۔
تو اللہ انہیں زندہ کرکے اُٹھالانے
پر قادر ہے"

(رسالہ ختم نبوت مصنفہ مولانا مودودی صفحہ) وفات بھی پاگئے ہوں تو خدا تعالیٰ اُن کو دوبارہ زندہ کرکے امت کی اصلاح کے لئے لائیگا۔

اے عاشقانِ رسول! اللہ تعالیٰ تو اپنی غیرت کا اظہار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کرے۔ مگر آپ لوگ تمام غیر معمولی صفات کا حامل حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو قرار دے کر قرآن و حدیث کے خلاف اُن کو آسمان پر زندہ مانو اور پھر "بالفرض وہ وفات ہی پاچکے ہوں" کی آڑ میں اُن کو زندہ کرکے دوبارہ دنیا میں بھی لاؤ اور اسے خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی قرار دو اور اس قدرت نمائی کو آنحضرت صلعم کے حق میں تسلیم نہ کرو۔ تو کہاں ہے تمہاری غیرت ایمانی اور دعویٰ عشقِ رسولؐ صلعم یا للعجب ؎

غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسمان پر
مدفون ہو زمیں میں شاہ جہاں ہمارا

اے مسلمان بھائیو! ذرا سُنّت انبیاء پر تو غور کرو۔ کیونکہ دنیا میں کوئی نبی ایسا نہیں گذرا۔ جس پر مصائب اور مشکلات نہ آئے ہوں۔ حضرت ابراہیمؑ کو دشمنوں نے آگ میں ڈالا۔ حضرت یوسفؑ کو کئی برس تک قید خانہ کی تاریک کوٹھڑی میں رہنا پڑا۔ حضرت موسیٰؑ کو ملک بدر ہونا پڑا۔ پھر حضرت خاتم النبیین صلعم کو مخالفین اسلام کے منصوبوں سے تنگ آکر اپنے وطن مالوف کو چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت کرنی پڑی۔ ہجرت کے وقت غاروں میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔ آپؐ کبھی ٹخنوں تک لہو لہان ہوئے۔ اور کبھی اُحد کی جنگ میں زخمی ہو کر بے ہوش گرے۔ اور آپؐ کا سر مبارک خون آلودہ اور دانت شہید ہوگئے۔ غرض کوئی نبی بھی اس سعادت سے محروم نہ رہا۔ کہ اپنے محبوب کے نام کو ستایا جائے لیکن اللہ تعالیٰ کسی کو بھی آسمان پر نہ لے گیا۔ بلکہ زمین پر ہی رکھ کر اُن کو تکالیف کا نشانہ بننے دیا۔ اب ہم کیونکر مانیں کہ اللہ جل شانہٗ نے حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ تمام انبیاء سے نیرالا اور خلاف سُنّت معاملہ اور سلوک کیا۔ اور دشمنوں کی اُن تک رسائی نہ ہونے دی۔ بلکہ اُن کو زندہ آسمان پر اُٹھا لے گیا؟ کیا اس کے یہ معنی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو حضرت عیسیٰؑ سے زیادہ پیار ہے۔ اور باقی انبیاء اور خصوصاً حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے کم؟ نعوذ باللہ من ذالک۔

آج حیات مسیح کا عقیدہ اسلام کے لئے ایک تباہ کن عقیدہ ہے۔ جس کی مدد سے نصاریٰ آج تک لکھوکھا مسلمانوں کو اسلام سے بیزار اور عیسائیت کا حلقہ بگوش بنا چکے ہیں۔ اے کاش مولانا مودودی۔ عامر عثمانی اور اُن کے ہمنوا سنجیدگی سے اس مسئلہ پر غور کریں۔ اور اس کھلی صداقت کو مان لیں۔ کہ حضرت عیسیٰؑ دیگر انبیاء کی طرح اسی خاکی زمین میں مدفون ہیں۔ تاکہ عیسائیت مغلوب اور اسلام غالب ہو۔ اور یہ لوگ مردہ پرستوں کے مؤید نہ بنیں۔ کیونکہ مسیح کی جسمانی زندگی کا اعتقاد عیسائیت کے لئے ایک گونہ سہارا ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السّلام کیا سچ فرمایا ؎

ہمہ عیسائیاں را از مقالِ خود مدد دادند
دلیری ہا پدید آمد پرستارانِ میّت را

عقیدہ حیات مسیح کے نقصانات

اگر ہمارے مسلمان بھائی اس بارہ میں سنجیدگی سے غور کریں۔ کہ اُن کو اس مسئلہ کی غیر معمولی اہمیت کا احساس ہوگا۔ اور معلوم ہوگا کہ حیات مسیحؑ کے عقیدہ کے بہت سے نقصان ہیں جن سے اُن کو بچنا لازمی ہے۔ مثلاً

۱۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کو آسمان پر زندہ اٹھانے کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ بلکہ صرف اپنی طرف اُٹھانے کا ذکر کیا ہے اگر مسیحؑ کو زندہ اور آسمان پر قرار دیا جائے۔ تو غیر محدود خدا کو محدود و منقسم قرار دینا پڑتا ہے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ اگر آسمان پر ہے تو وہ زمین پر بھی ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔

ا۔ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (النور ع۵)
ب۔ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (البقرہ ع۱۴)

کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کا بھی نور ہے اور زمین کا بھی۔ اس لئے جدھر بھی تم رُخ کروگے اُدھر ہی اللہ تعالیٰ کے چہرہ کو پاؤ گے۔

۲۔ آسمان صرف بلندی کا نام ہے۔ وہ کوئی ٹھوس چیز نہیں۔ جس پر حضرت مسیحؑ بیٹھ کر اس قدر عرصہ گذار سکیں۔

۳۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔ کہ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِی الْخَلْقِ۔ (سورہ یٰسین ع۵)۔ کہ جس کو ہم بہت زیادہ لمبی عمر دیتے ہیں اُس کو جسمانی طاقتوں میں کمزور کرتے جاتے ہیں۔ اب حضرت مسیحؑ جو دو ہزار سال سے زندہ ہیں۔ اُن کی جسمانی حالت کا کیا حال ہوگا؟ یا وہ جسمانی قانون قدرت سے بالا ہوں گے کہ اُن کے جسم اور طبعی قویٰ میں کوئی تبدیلی و تغیر نہیں ہوگا۔ نیز اس میں کیا حکمت ہے کہ اُن کو کار نبوت کے فریضہ سے معطل کرکے خداوند تعالیٰ نے بیکار بٹھایا ہوا ہے؟ کیا یہ ارذل العمر اور بیکاری حضرت مسیحؑ کے لئے باعث فخر ہے؟

۴۔ اس عقیدہ حیات مسیحؑ سے خدا تعالیٰ کی ذات پر الزام آتا ہے۔ کہ وہ نہیں۔ اور نعوذ باللہ کمزور ہے۔ کیونکہ وہ حضرت مسیحؑ کو زمین پر رکھ کر دوسرے انبیاء کی طرح بچا نہ سکا اس میں صریح طور پر خدا تعالیٰ کی توہین پائی جاتی ہے۔

۵۔ پھر اس عقیدہ کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی توہین یُوں بھی لازم آتی ہے۔ کہ وہ نعوذ باللہ اس بات پر قدرت نہ رکھتا تھا۔ کہ کوئی دوسرا مسیح پیدا کرلیتا۔ اور اُسے دنیا کی اصلاح کے لئے بھیج دیتا۔ بلکہ اُس نے پُرانے مسیحؑ ہی کو سنبھال کر رکھ لیا ہے۔ کہ شاید اس جیسا پھر میں پیدا نہ کرسکوں گا!! باقی حضرت مسیحؑ جو وفات پاچکے ہیں۔ اُن کو دوبارہ زندہ کرکے دنیا میں بھیجنا خدا تعالیٰ کی سُنّت کے خلاف ہے۔ قرآن نے واضح طور پر بتایا ہے۔ کہ وفات یافتہ دوبارہ اس دنیا میں واپس نہیں آتے۔ اس لئے ہم خدا تعالیٰ کی قدرت کے منکر نہیں۔ بلکہ اُسکی قدرت پر ایمان رکھنے کی وجہ سے اس امر کے قائل ہیں کہ وہ حضرت مسیح ناصریؑ کو زندہ کر کے دوبارہ اس دنیا میں نہیں بھیجے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ کب ایسا تنگ ہوا تھا کہ جب اُسکے بندوں کو ہدایت و رہنمائی کی حاجت ہوئی۔ تو اُسے کسی وفات یافتہ نبی کو زندہ کر کے بھیجنا پڑا۔ وہ ہمیشہ بندوں کی ہدایت کے لئے اُنہیں کے زمانے کے لوگوں میں سے کسی کو منتخب کر کے اُن کی اصلاح کے لئے بھیجتا رہا۔ حضرت آدم علیہ السّلام کے زمانے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک ایک دفعہ بھی اُس نے ایسا نہیں کیا۔ کہ کسی پچھلے نبی کو زندہ کرکے اُسے دنیا کی ہدایت کے لئے بھیجا ہو۔ اس امر پر تب وہ مجبور ہو جب کسی زمانے کے لوگوں کے دلوں کی صفائی اُس کی قدرت سے باہر ہو جائے۔ اور اُس کی حکومت انسانوں پر سے اُٹھ جائے۔ لیکن چونکہ ایسا کبھی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ وہ ایک وفات یافتہ نبی کو جنت سے نکال کر دنیا کی اصلاح کے لئے بھیج دے۔ وہ قادرِ مطلق ہے۔ جب اُس نے حضرت مسیحؑ کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلعم جیسا انسان پیدا کر دیا۔ تو اُس کی طاقت سے یہ بعید نہیں کہ ایک اور شخص حضرت مسیحؑ جیسا بلکہ اُن سے افضل پیدا کر دے۔

۶۔ مسیح ناصری علیہ السّلام کے دوبارہ واپس آنے کی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ پر بھی حرف آتا ہے۔ کیونکہ اگر حضرت مسیحؑ کو ہی دوبارہ دنیا میں واپس آنا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ پہلی اُمتیں جب بگڑتی تھیں تو اُن کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ اُنہیں میں سے ایک شخص کو کھڑا کر دیتا تھا۔ مگر ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں جب فساد پڑے گا۔ تو اُن کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ پہلے انبیاء میں سے ایک نبی کو واپس لائے گا۔ خود آپؐ کی اُمت میں سے بہترین اُمت ہے کوئی فرد اسکی اصلاح کی طاقت نہیں رکھے گا۔ اگر ہم یہ بات تسلیم کرلیں تو گویا ہم نعوذ باللہ یہ تسلیم کریں گے۔ کہ اس وقت آنحضرت صلعم کا روحانی فیضان ختم ہوگیا ہے۔ اور آپؐ کا فیضان کسی اُمت کو بھی اس امر کے لئے تیار نہ کرسکے گا کہ وہ آپؐ سے نور پاکر آپؐ کی اُمت کی اصلاح کرے۔ اور حضور صلعم اپنی اُمت کی اصلاح کے لئے دوسری اُمت کے نبی کے محتاج ہیں۔ خصوصاً حضرت مسیحؑ کے جن کے بارہ میں مدیر تجلّی دیوبند رقمطراز ہے۔ کہ "دنیا میں اُن کے کارِ نبوت کا اختتام ہوگیا"۔ گو ابھی یہ مسئلہ زیر بحث آئے گا۔ کہ کیا کوئی نبی اپنی زندگی میں نبوت سے محروم ہوسکتا ہے؟

۷۔ عقیدہ حیات مسیح اور اُن کی آمدِ ثانی کے نتیجہ میں آنحضرت صلعم کی سخت توہین و بے ادبی ہے۔ کہ اگر آسمان پر جانا عزّت افزائی ہے۔ تو پھر خدا تعالیٰ کے حضور حضرت مسیحؑ کو عزّت حاصل ہوئی۔ اور آنحضرت صلعم باوجود سید الانبیاء اور افضل الرسل ہونے کے آسمان پر نہ اُٹھائے گئے۔ اور نہ ہی آپؐ کے لئے دوبارہ دنیا میں واپس لانا مقدّر ہوا ؎

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ مے فہمند
گر مدفونِ یثرب را نداد ند ایں فضیلت را

۸۔ اس عقیدہ سے حضرت مسیحؑ پر جھوٹ کا الزام آتا ہے۔ کیونکہ قیامت میں جب اللہ تعالیٰ حضرت مسیحؑ سے اُن کے قوم کے عقیدہ شرک کے بارہ میں دریافت کرے گا تو مسیحؑ جواب دیں گے۔ کہ میں نے اُن کو یہ تعلیم نہ دی تھی۔ کہ مجھے اور میری والدہ کو معبود بناؤ۔ بلکہ میں نے اُس توحید الٰہی کا ہی پیغام دیا تھا۔ اور بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گے۔

وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ۔ (سورۃ مائدہ آخری رکوع)

کہ میں جب تک اپنی قوم میں رہا۔ میں

(باقی ص۱۱ پر)

تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۷۴ء

قسط ۲

انسانی برادری اور مذہبی رواداری

از مکرم مولینا بشیر احمد صاحب فاضل

اسی طرح اسلام نے ایک دوسرے کے معبدوں، مندروں، مسجدوں اور عبادت گاہوں کو گرانے اور ان کو نقصان پہنچانے سے منع فرمایا۔ چنانچہ فرمایا۔

"اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ کا نام اللہ کے گھروں میں بلند کرنے سے روکتا ہے اور ان کو تباہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔" (سورۃ بقرہ ع ۱۴)

اسلامی تعلیم کی رو سے ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنے معبد کو پوری آزادی کے ساتھ استعمال کرے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی اپنے طریق پر اللہ کی پرستش کسی اور کی مذہبی عبادت گاہ میں کرتا ہے تو اسلام کا یہ حکم ہے کہ اُسے بھی نہ روکا جائے۔ کیونکہ معبد ایک ایسی جگہ ہے جو اللہ کے نام اور عبادت کے لئے مخصوص کی گئی۔ پس وہاں بلا لحاظ مذہب و ملت ہر شخص کو عبادت الٰہی کی اجازت ہونی چاہئے۔ اور اختلاف کی بناء پر کسی کے معبد کو گرانے کی اجازت نہیں پہلا شخص جس نے اس سنہری اصل کو عملی جامہ پہنایا وہ اسلام کا بانی تھا صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپؐ نے نجران کے عیسائیوں کو مدینہ کی اپنی مسجد میں عبادت کرنے کی اجازت دی۔ ابتدائی مسلمانوں نے فاتح ہونے کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کو جو معبدوں کے بارے میں تھے ملحوظ رکھا خلیفہ ہارون رشید کے زمانہ میں بعض رومی عیسائیوں کی باغیانہ سرگرمیوں کی وجہ سے یہ سوال پیدا ہوا کہ آیا ان کے گرجوں کو توڑا جا سکتا ہے یا نہیں۔ علامہ قاضی یوسف صاحب جو اس وقت محکمہ امور مذہبیہ کے انچارج تھے، کے سامنے یہ معاملہ پیش ہوا تو انہوں نے معاملہ کو سنکر بغیر تامل کے فرمایا مسلمانوں کو ان کے گرجوں کے برباد کرنے کا کوئی حق نہیں۔ مؤرخ مقریزی نے اس واقعہ کو درج کیا ہے کہ کس طرح مفتی اعظم لیث بن سعد کے فتویٰ کی بناء پر حکومت کے خرچ پر ان گرجوں کو تعمیر کروایا گیا جسے خلیفہ ہارون نے گروایا تھا۔

موجودہ مسلمان یہود و نصاریٰ کے نقشِ قدم پر

ایک زمانہ وہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے متبعین نے مذہبی آزادی و رواداری اور انسانی برادری کے قیام کے لئے بے حد مصائب برداشت کئے۔ اور اپنی جانوں کی عظیم قربانی دی اور قربانیاں دیتے چلے گئے یہاں تک کہ لا اکراہ فی الدین اور اخوت انسانی کا مقدس اعلان فضائے آسمانی میں گونج اٹھا۔ لیکن آج یہ زمانہ ہے کہ اسی اسلام کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنے والے، جس کے ابتدائی پیروؤں نے مذہبی آزادی اور رواداری کے پودے کو اپنے خون سے سینچا تھا، اس مذہبی رواداری اور آزادی کا حق دوسروں کو دینے کے لئے تیار نہیں۔ یہ امر اگرچہ نہایت ہی قابل افسوس ہے۔ لیکن یہ امر ہو کر ہی رہنا تھا کیونکہ حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر یہ بھی اطلاع دی تھی کہ میری امت بنی اسرائیل (یہود و نصاریٰ) کے نقش قدم پر چلے گی۔ شبراً بشبر و ذراعاً بذراع چنانچہ یہود و نصاریٰ کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیغام خداوندی اور پیغام محبت کو ٹھکرا دیا اور ان کی قائم کردہ برادری میں شامل ہونے والوں پر بے حد ظلم کئے۔ لیکن جن حق پرستوں پر ظلم کئے گئے تھے ان کے بعد جب ان کے قائمقام لوگوں کو طاقت ملی تو عیسائی پادریوں اور پوپوں نے چھوٹے چھوٹے اختلاف عقیدہ کی بنا پر سخت مظالم کئے اور اپنے مخالفین کو اشد ترین سزائیں دیں ایک دوسرے پر کفر و الحاد کے فتوے لگائے گئے۔ اس سلسلہ میں کیتھولک فرقہ اور پروٹسٹنٹ فرقہ کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ کیتھولک فرقہ چونکہ اکثریت میں تھا اس لئے انہوں نے اپنے مخالفین پر بہت ہی مظالم ڈھائے۔ چنانچہ ہسٹری آف پریذنٹ" کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جان ویکلف نامی ایک ریفارمر نے کیتھولک پادریوں کے خلاف آواز اٹھائی اور ان کے جو عقائد بائبل کے خلاف تھے ان کی تردید کی۔ ان کی تفسیروں کی غلطیاں بتاتے ہوئے مخالفت کی اور بائبل کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا۔ جس پر کیتھولک پادریوں نے آتش غضب سے مشتعل ہو کر اس پر اور اس کے پیروؤں پر نہایت سخت مظالم کئے۔ جان ویکلف کے پیروؤں کی گرفتاری کے لئے اُن کے گھروں میں گھس جاتے اور ان کو گرفتار کر لیتے۔ ان کا تعاقب اس طرح کیا جاتا تھا جیسا کہ وحشی جانوروں کا۔ وہ زندگی بھر کے لئے وطن چھوڑنے پر مجبور کر دیئے جاتے تھے ان کا سب سے بڑا جرم یہ تھا کہ بائبل کو اپنی مادری زبان میں پڑھتے تھے۔

(ہسٹری آف پریذنٹ کرائسٹ ان آل انگلینڈ ص۱۰۵)

پھر آرچ بشپ ارنڈل نے ۱۴۰۸ء میں ایک قانون نافذ کیا کہ اگر کوئی شخص چرچ کے عقائد کے خلاف تبلیغ کرتا پایا گیا۔ تو اس کو چرچ سے خارج کر دینے کی سزا دی جائے گی۔ اور وہ ملحد و کافر قرار دیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص پادری ویکلف یا اس کے شاگردوں کی کتابیں یونیورسٹی سے لائسنس حاصل کئے بغیر پڑھتا ہوا پایا گیا تو وہ قانون شکن سمجھا جائے گا۔ اس کی اراضی۔ مواشی اور جسم و جان اور اسباب ہمیشہ کے لئے ضبط کر لئے جائیں گے۔ وہ خدا کا منکر۔ بادشاہ کا دشمن اور قانون کا دشمن سمجھا جائے گا۔

اس قانون کے ماتحت بے شمار لوگوں پر جن میں امراء و غرباء۔ چھوٹے اور بڑے سب شامل تھے۔ شدید مظالم کئے گئے۔ مثلاً سرجان اولڈ کیسل لارڈ جو اپنے وقت کا مستعد اور ممتاز ریفارمر تھا اور کیتھولک پادریوں کے ظلموں اور برائیوں کو بے نقاب کرتا تھا اور اس نے جان ویکلف کی تصانیف بلا کم و کاست لکھوا کر عوام میں شائع کی تھیں اور بہت سے مبلغین کینٹربری۔ ادبرا۔ لنڈن وغیرہ میں اپنے خرچ پر مقرر کئے تھے۔ ان جرائم کی پاداش میں اس کا تعاقب کیا گیا اور ویلز میں گرفتار کر کے لنڈن لایا گیا۔ زنجیریں پہنا کر لٹکایا گیا اور بالآخر سینٹ گائلز فیلڈ میں زندہ جلا دیا گیا۔

(ہسٹری آف پریذنٹ ص۱۰۱)

کیتھولک فرقہ کے یہ مظالم مختلف علاقہ جات میں ہوئے۔ فرانس کے امیر البحر کولگنی (Coligny) کو اپنے گھر میں قتل کر دیا گیا۔ اور اس کا سر کاٹ کر بادشاہ کے پاس بھیج دیا گیا۔ اور لاش کھڑکی سے باہر گلی میں پھینک دی گئی ....

اس کے بعد وحشی قاتلوں نے شہر کا صفایا کر دیا۔ تین دن میں دس ہزار شرفاء اور دیگر لوگ تہ تیغ کر دیئے گئے۔ مظلوموں کی آہ و فغاں اور زخمیوں کی چیخ و پکار سے قیامت برپا تھی۔ مقتولوں کے جسم کھڑکیوں سے باہر پھینکے گئے۔ اور بازاروں اور سڑکوں پر گھسیٹے گئے۔ اور اس سلسلہ میں بچوں۔ بوڑھوں۔ مردوں اور عورتوں میں کوئی امتیاز نہ رکھا گیا۔

پیرس سے اٹھ کر یہ طوفان سارے ملک میں پھیل گیا۔ جا بجا پروٹسٹنٹ مردوں اور عورتوں پر طرح طرح کے ظلم کئے گئے ان کے ناک کان وغیرہ کاٹے گئے۔ (ہسٹری آف پریذنٹ ص۱۲۱)

مزید اس ظلم کی داستان یوں رقم ہے۔ کہ عورتیں بری طرح سنگسار کی گئیں۔ بچے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے۔ بوڑھے نہایت بے رحمی سے تکلیفیں دے دے کر مارے گئے۔ ٹورس کا پریذیڈنٹ ایک درخت سے لٹکا دیا گیا۔ اور اس کی آنتیں باہر کھینچ لی گئیں۔ حاملہ عورتیں ننگی کر کے گلیوں میں گھسیٹی گئیں۔ ان کے پیٹ چاک کر کے بچے یا تو پتھروں پر پٹک دیئے گئے یا کتوں کے آگے ڈال دیئے گئے۔ کسٹرز میں ایک پھانسی دینے والے نے پانچ زندہ آدمیوں کی کھال اتاری .... پراونس میں پانچ سو سے زائد آدمی بری طرح مار دیئے گئے۔ ان کی آنکھیں نکال دی گئیں۔ ہاتھ پاؤں باندھ کر لٹکا دیئے گئے۔ اور گھوڑوں کے ذریعہ ان کے جسم چیر ڈالے گئے۔ بعض سنگسار کئے گئے۔ بعض چونے کی جلتی بھٹیوں میں زندہ جھونک دیئے گئے۔

اور حیرت کی بات یہ ہے کہ ان تمام ظلموں کے بارے میں یہ کہا گیا کہ

That all this was done for the honour of God.

یہ سب کچھ خدا کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے کیا گیا۔

ان مظالم کی داستان طویل ہے۔ اور اس مختصر مضمون میں اس طویل داستان کا تذکرہ ممکن نہیں۔ مقصود یہ

یہ بتانا تھا کہ پہلے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ماننے والوں پر یہود کی طرف سے مظالم ہوئے۔ اور اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں نے ایک دوسرے پر معمولی اختلافات عقیدہ کی بناء پر ظلم کئے اور یہ حرکات اس نبی کی طرف سے سرزد ہوئی ہیں جو مجسمہ رحم تھے اور جنہوں نے اپنے دشمنوں کے بارہ میں اس وقت بھی جب کہ ان کو صلیب پر لٹکا دیا یہ دعا کی تھی کہ

"اے خدا تو ان کو بخش دے کیونکہ یہ نہیں جانتے کہ تجھ سے ایسا سلوک کیوں کرتے ہیں۔"

(لوقا ۲۳/۳۴)

بالکل یہی صورت حالات مسلمانوں کے ساتھ بھی پیش آئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبروں کے مطابق مسلمان مختلف فرقوں میں تقسیم ہوگئے۔ اور وہ جو حضور کے ذریعہ ایک لڑی میں پرو دیئے گئے اور فاصبحتم بنعمته اخوانا کا مصداق بنے۔ بعد کے مسلمانوں نے اس لڑی کو توڑ دیا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان تتر بتر ہوگئے۔ ایک دوسرے پر کفر کے فتوے صادر کئے۔ اور اسلام کے نام کو دھبہ لگایا اور بالآخر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کے مطابق ان کی اصلاح کے لئے امام مہدی کا ظہور ہوا تو ظاہری علماء نے ان پر بھی کفر کے فتوے لگائے۔ حتیٰ کہ وہ وقت آیا کہ اسلام کے نام پر قائم شدہ نئی ریاست میں امام مہدی علیہ السلام اور ان کی جماعت کو غیر مسلم قرار دیا گیا، اور صرف اسی پر معاملہ ختم نہ کیا گیا بلکہ ان پر اسی قسم کے مظالم کئے گئے جس قسم کے مظالم پندرھویں صدی کے آغاز میں کیتھولک عیسائیوں کی طرف سے پروٹسٹنٹ عیسائی فرقہ پر کئے گئے تھے۔ باقاعدہ اسکیم کے ساتھ احمدیہ جماعت کے گھروں کو لوٹا گیا۔ عورتوں کی بے حرمتی کی گئی۔ نوجوانوں اور بچوں کو قتل کیا گیا۔ بعض کو مٹی کا تیل ڈال کر جلادیا گیا۔ بعض کو زندہ درگور کردیا گیا۔ مسلمانوں میں سے سُنّی کہلانے والے حضرات نے جن کے پیچھے صالحین کی جماعت کام کر رہی تھی یہ کارنامے بھی سرانجام دیئے کہ احمدیہ جماعت کی مساجد کو جلادیا۔ اس سے پہلے یہ مسلمان احمدیوں کو اپنی مسجدوں میں نماز پڑھنے سے روکتے تھے لیکن اب انہوں نے یہ کہا کہ احمدی کیوں خدائے واحد کی عبادت کرتے ہیں اس لئے مساجد کو مسمار کیا گیا۔ وہی قرآن مجید جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور جس کی تلاوت کرنا اور اس کے احکامات پر چلنا ایک احمدی اپنا فریضہ سمجھتا ہے۔ اسی قرآن مجید کو ایک دو نہیں ہزاروں کی تعداد میں جلا دیا گیا۔ اور بعض جگہ اس مقدس کتاب کو پیروں تلے روندا گیا۔ اور یہ سب کارنامے ان نام نہاد مسلمانوں نے یہ کہہ کر سرانجام دیئے کہ ہم "خدا اور اس کے رسول کی عزت کو قائم کرنا چاہتے ہیں"۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے بحیثیت مسیح موعود و مہدی معہود انسانی برادری کا قیام فرمایا

حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے اس زمانہ میں تشریف لاکر ایک طرف اسلام کا زبردست دفاع فرمایا اور دوسری طرف اس انسانی برادری کا پھر سے قیام فرمایا اور اس کی طرف لوگوں کو بلایا جس کی تکمیل سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ حضرت مرزا صاحب کی عمر جب قریباً تیس برس کی تھی تو اسی وقت سے آپ نے مسلمانوں کو تعلیم اسلام سے بیگانہ دیکھ کر خدا تعالےٰ سے دعائیں شروع کیں اور یہ عرض کیا کہ اے میرے مولیٰ مسلمانوں کی حالت نہایت ہی قابل رحم ہوگئی ہے۔ تو ہی رجوع برحمت فرما کہ تیرے سوا اسلام کا حامی اور مددگار کون ہے؟ اسلام اور پیغمبر اسلام نیز قرآن مجید پر ناپاک حملے ہو رہے ہیں جن کی مدافعت کی توفیق تیری خاص نصرت اور مدد کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ سالہا سال تک آپ نے یہ دعائیں بارگاہِ الٰہی میں کیں۔ اور بالآخر اللہ تعالےٰ نے آپ کو مسیح موعود و امام مہدی کے مقام پر فائز فرماکر علم لدنی عطا فرمایا۔ آپ نے مختلف ادیان کی کتابوں کو ملاحظہ کرکے دین اسلام پر جن جن فرقوں نے حملے کئے تھے ان کے اخبارات کے ذریعہ اور پھر کتاب براہین احمدیہ کے ذریعہ نہایت ہی مدلل جوابات دیئے۔

آپ نے براہین احمدیہ شروع کرتے ہی ایک اشتہار اردو اور انگریزی میں قریباً بیس ہزار کی تعداد میں شائع فرمایا اور یہ اشتہار دنیا کے سلاطین۔ وزراء۔ امراء۔ لارڈ بشپوں۔ مشاہیر پادریوں اور نامی گرامی پنڈتوں کی خدمت میں بھیجا۔ اس میں آپ نے تحریر فرمایا کہ میں اس خدا کی طرف سے جو اسلام کا حافظ و نگہبان ہے۔ اس امر کے لئے مامور ہوا ہوں کہ دنیا پر ظاہر کر دوں کہ اگر روئے زمین پر کوئی سچا اور واجب التعمیل مذہب ہے تو وہ اسلام ہی ہے۔ اور اگر کوئی آسمانی کتاب ایسی ہے جس کی پیروی لابدی اور ضروری ہے تو وہ قرآن مجید ہے جو تمام صداقتوں سے بھرا ہوا ہے اور جس کی نظیر دنیا میں پیش نہیں کی جاسکتی اور وہ پیغمبر جس کی اطاعت کے بغیر انسان کی مخلصی اور نجات نہیں ہوسکتی اور جو واجب التعظیم اور تکریم ہے فخر الاولین والآخرین۔ سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اگر ان امور میں کسی کو شبہ ہو تو وہ میرے پاس آئے۔ میں ہر طرح سے اس کی تسلی کردوں گا۔ اور علاوہ ازیں چونکہ اس خدائے علیم و خبیر نے مجھے شرف مکالمہ بخشا ہے اور میری دعاؤں کو وہ قبول فرماتا ہے اور غیب کی خبریں مجھ پر ظاہر کرتا ہے لہٰذا میں آسمانی نشان بھی دکھا سکتا ہوں جس سے حق کے طالب کو اطمینان ہوسکتا ہے۔

حضور کا وہ خط جو اردو انگریزی اخبارات میں طبع کراکر ہر مذہب کے لوگوں کو بھیجا گیا اس کا کچھ حصہ ہم یہاں درج کرتے ہیں جس سے ناظرین کو یہ اندازہ ہوسکے کہ اسلام کا دفاع اس نازک وقت میں کس جرأت، دلیری کے ساتھ آپ نے سرانجام دیا۔ وہ خط یہ ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"بعد ما وجب گزارش ضروری یہ ہے کہ یہ عاجز (مؤلف براہین احمدیہ) حضرت قادر مطلق جل شانہ کی طرف سے مامور ہوا ہے کہ نبی ناصری اسرائیلی (مسیح) کے طرز پر کمال مسکینی و فروتنی و غربت و تذلل و تواضع سے اصلاح خلق کے لئے کوشش کرے اور ان لوگوں کو جو راہ راست سے بے خبر ہیں صراط مستقیم (جس پر چلنے سے حقیقی نجات حاصل ہوتی ہے اور اسی عالم میں بہشتی زندگی کے آثار اور قبولیت اور محبوبیت کے انوار دکھائی دیتے ہیں) دکھا دے اسی غرض سے کتاب براہین احمدیہ تالیف پائی ہے جس کی ۳۷ جزو چھپ کر شائع ہوچکی ہیں اور اس کا خلاصہ مطلب اشتہار ہمراہی خط ہذا میں درج ہے۔ لیکن چونکہ پوری کتاب کا شائع ہونا ایک طویل مدت پر موقوف ہے اس لئے یہ قرار پایا کہ بالفعل یہ خط مع اشتہار انگریزی شائع کیا جائے اور اس کی ایک ایک کاپی بخدمت معزز پادری صاحبان پنجاب، ہندوستان و انگلستان وغیرہ بلاد جہاں تک ارسال خط ممکن ہو، جو اپنی قوم میں خاص طور پر مشہور اور معزز ہوں اور بخدمت معزز برہمو صاحبان و آریہ صاحبان و نیچری صاحبان و حضرات مولوی صاحبان جو وجود خوارق و کرامات سے منکر ہیں اور اس وجہ سے اس عاجز سے بدظن ہیں ارسال کی جاوے۔

یہ تجویز نہ اپنے فکر او راجتہاد سے قرار پائی ہے بلکہ حضرت مولیٰ کریم کی طرف سے اس کی اجازت سے ہوئی ہے۔ اور بطور پیشگوئی یہ بشارت ملی ہے کہ اس خط کے مخاطب جو خط پہنچنے پر رجوع بحق نہ کریں گے ملزم و لاجواب و مغلوب ہوجاویں گے۔ بنا بریں یہ خط چھپواکر آپ کی خدمت میں اس نظر سے کہ آپ اپنی قوم میں معزز و مشہور اور مقتداء ہیں ارسال کیا جاتا ہے اور آپ کے کمال علم و بزرگی کی نظر سے امید ہے کہ آپ حسبۃً للہ اس خط کے مضمون کی طرف توجہ فرماکر طلب حق میں کوشش کریں گے۔ آپ نے اس کی طرف توجہ نہ کی تو آپ پر حجت تمام ہوگی اور اس کارروائی کی (کہ آپ کو رجسٹری شدہ خط ملا اور پھر آپ نے اس کی طرف توجہ کو مبذول نہ فرمایا) حصہ پنجم کتاب میں پوری تفصیل سے اشاعت کی جائے گی۔ اصل مدعا خط جس کے ابلاغ سے میں مامور ہوا ہوں یہ ہے کہ دین حق جو خدا کی مرضی کے موافق ہے صرف اسلام ہے اور کتاب حقانی جو منجانب اللہ محفوظ اور واجب العمل ہے صرف قرآن ہے۔ اس دین کی حقانیت اور قرآن کی سچائی پر عقلی دلائل کے سوا آسمانی نشانوں (خوارق و پیشگوئیوں) کی

(باقی صلا پر ملاحظہ کیجئے)

محترم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب کی وفات پر

انجمن احمدیہ تحریک جدید کا تعزیتی ریزولیشن

رپورٹ مکرم وکیل الاعلیٰ صاحب کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے برادر محترم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب ۱۴ مارچ ۷۵ء کو بعمر پچاس سال انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو "داغِ ہجرت" کی خبر دی گئی تھی جو تقسیم برصغیر کے وقت پوری ہوئی اور بمجبوریٔ حالات جماعت احمدیہ کو بھی قادیان کے مقدس مقام کو الوداع کہتے ہوئے ہجرت کرنا پڑی اس وقت پنجاب بھر میں خون اور آگ کی ہولی کھیلی جا رہی تھی۔ لیکن جماعت احمدیہ کے امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے کے خاص فضل سے اولو العزمی اور بصیرت سے حصہ وافر عطا فرمایا تھا۔ آپؓ نے یہ عزم فرمایا کہ تبلیغ اسلام کا مرکز قادیان احمدی آبادی سے بکلی خالی نہ ہونے پائے۔ بلکہ تین سو تیرہ احمدی جماعت احمدیہ کی نمائندگی کرتے ہوئے اس خاکِ پا میں دھونی رما کر بیٹھ جائیں اور اس نازک دور میں حفاظت جماعتِ احمدیہ کے لئے بدرگاہ باری تعالیٰ سر بسجود رہیں اور اگر اس ہولناک زمانہ میں اتلاف جان کے ہمہ وقتی خطرہ سے محفوظ رہیں تو اعلائے کلمۃ اللہ اور قادیان کے مقدس مقامات کی حفاظت و آبادی کا موجب بنیں۔ آپ نے رقم فرمایا تھا کہ:-

"اگر خدانخواستہ بیرونی جماعتوں پر کوئی اور آفت آئے تو قادیان کی جماعت کو یہ مدنظر رکھنا چاہیئے کہ احمدیت اور اسلام کا جھنڈا قائم رکھنا اُن کا فرض ہے تمام دنیا میں احمدیہ لٹریچر کی حفاظت اور تبلیغ وہ اپنا کام سمجھے۔"

(مکتوبات ۲۲ ر نومبر ۱۹۴۷ء)

ان کو روح فرسا اور حد درجہ نامساعد حالات میں ایسے اولوالعزمی کے عالم میں ایک فعال مرکز کے قیام کی اساس رکھنے کا احساس کر کے اس کا انتظام کر پانا اور آپؓ کے اس عزم کا مثمر ثمرات حسنہ ہو جانا۔ اس مظہر و مصلح موعود کی خلافتِ راشدہ کا ایک اعجاز ہے۔

اس منصوبہ کا ایک حصہ یہ بھی تھا کہ قرعہ سے دو نمائندوں کا انتخاب ہوگا۔ ایک خود حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی اولاد میں سے اور ایک باقی خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خاندان حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے مجموعہ میں سے اور یہ دونوں بھی ان درویشوں میں شامل ہو کر قادیان میں قیام کریں گے۔ اور سلسلہ احمدیہ کے اس نازک دور کے آغاز میں یہ سعادت محترم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحبؒ اور محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب (ابن حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب) کے حصہ میں آئی کہ انہوں نے ۱۴ ر نومبر ۱۹۴۷ء سے ۵ ر مارچ ۱۹۴۸ء تک قادیان میں مقیم رہنے کا موقع پایا۔ صدر انجمن احمدیہ میں علی الترتیب ناظر تعلیم و تربیت و دعوۃ و تبلیغ اور ناظر اعلیٰ کے فرائض اُن کے سپرد رہے۔ اور نمائندہ تحریک جدید کے قادیان سے منتقل ہونے پر صاحبزادہ صاحب مرحوم کو صدر انجمن احمدیہ میں تحریک جدید کی نمائندگی بھی تفویض ہوئی تھی۔ ان صبر آزما حالات میں ہر دو کا قیام اور سلوک درویشوں کے لئے حوصلہ افزا۔ ایمان افروز اور باعث خیر و برکت ہوا۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

محترم صاحبزادہ صاحب مرحوم کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی یہ بھی ہدایت تھی کہ وہ اپنی تعلیم کو جاری رکھیں اور خود مطالعہ کر کے اور علماء سے مدد لے کر اپنی پڑھائی میں حرج نہ ہونے دیں۔ اور کچھ وقت دیہاتی مبلغین کو پڑھائیں۔

(مکتوب مورخہ ۱۲ ر نومبر ۱۹۴۷ء)

ابھی صدر انجمن احمدیہ قادیان کا دائرہ کار مقامی نوعیت کا تھا لیکن نہایت حد اہم اور نازک اور انجمن کی کلی توجہ کا طالب۔ ہندوستان کی جماعت ہائے احمدیہ سے انجمن کا رابطہ منقطع تھا۔ لیکن ازسر نو بتدریج رابطہ قائم کیا جانا تھا۔ حضور کی ایک ہدایت یہ بھی تھی کہ حضور کے قصر خلافت میں کتب جمع کی جائیں کہ ان بعد تاریخ سلسلہ کی بنیاد ہے۔ اور ان کی فہرستیں ادھر بھجوا کر آگاہ رکھا جائے

(مکتوب ۱۲ ر نومبر ۱۹۴۷ء)

اور اس ہدایت کی تعمیل مرحوم کے سپرد نظارت کے ذریعہ تھی جس کا آغاز اور بہت حد تک تکمیل آپ کے ذریعہ ہوئی۔

آپ علم دوست، سنجیدہ، نرم خو اور خاموش طبع تھے کچھ عرصہ آپ نے ناظر خدمت درویشاں قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے ساتھ بطور نائب ناظر بھی خدمت سلسلہ کا موقع پایا تھا۔

پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ:-

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس واجب التعظیم نبیرہ اور اپنے درویش بھائی کے سانحۂ ارتحال پر ہمیں قلبی صدمہ ہے اور ہم ان کے رفع درجات کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اور اس عظیم قومی صدمہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ، حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ، حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ، حضرت سیدہ ام متین صاحبہ اور حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ اور مرحوم کے تمام بھائیوں اور ہمشیرگان اور دیگر افرادِ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خاندان محترم مولوی عبدالباقی صاحبؒ مرحوم سے تعزیت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر جمیل کا اجر جزیل عطا فرمائے آمین

(۲) اس قرارداد کی نقول ان تمام کی خدمت میں اور نظارت خدمت درویشاں کی خدمت میں نیز الفضل اور بدر کو بھجوائی جائیں۔

ناصرات الاحمدیہ حیدرآباد کا سالانہ اجتماع

ناصرات الاحمدیہ حیدرآباد کا سالانہ اجتماع زیر صدارت محترمہ اعظم النساء صدر لجنہ اماء اللہ جوبلی حال میں منعقد کیا گیا۔ تلاوتِ قرآن مجید کے بعد حضرت مصلح موعودؓ کے چند اشعار "نظم نونہالانِ جماعت" میں سے پڑھے گئے۔

مقابلہ ناصرات الاحمدیہ گروپ اوّل

سب سے پہلے بچیوں نے اپنا ترانہ خوش الحانی سے پڑھا۔ پھر مقابلہ حفظ قرآن شروع ہوا۔ فیصلہ کے مطابق خالدہ بیگم اوّل اور صادقہ سلیمہ دوم قرار پائیں۔

تقریری مقابلہ گروپ اوّل:-

اوّل: امۃ الحیٰ تحسین دوم: صادقہ سلیمہ اور خالدہ بیگم

اس کے بعد گروپ ۲ نے اپنا مقابلہ اپنے ترانہ سے شروع کیا۔

مقابلہ حفظ قرآن مجید:

اوّل: امۃ القیوم پروین دوم عظمت پروین

تقریری مقابلہ:

اوّل: عظمت پروین۔ امۃ القیوم پروین۔ دوم: رفیعہ بیگم

آخر میں سب سے چھوٹی بچیوں کا مقابلہ اُن کے ترانہ سے شروع ہوا۔

میرا نعرہ ہے سب جہاں سے نرالا زندگی میں اسلام کا بول بالا

اس میں ننھی ننھی چودہ بچیوں نے بہت جرأت اور دلیری سے حصہ لیا۔ جو اپنے یونیفارم میں بہت اچھی لگ رہی تھیں۔

مقابلہ حفظ قرآن گروپ سوم:-

اوّل: بشریٰ پروین دوم: فوزیہ بیگم اور امۃ النصیر

تقریری مقابلہ:

اوّل: مبشرہ پروین اور فوزیہ بیگم

دوم: تینہ صدیقہ اور امینہ بیگم

دُعا کے بعد اجتماع کی کارروائی ختم ہوئی۔

(امۃ العزیز سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ حیدرآباد)

ولادت: خاکسار کے ہاں دوسری بچی تولد ہوئی ہے۔ جس کا نام "سیدہ طلعت النساء" تجویز کیا گیا ہے نومولودہ کی صحت و سلامتی اور درازی عمر اور قرۃ العین بننے کے لئے عاجزانہ دُعا کی درخواست ہے۔ نیز خاکسار کے دوسرے بچوں کے لئے بھی دُعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو دین و دنیا کے علوم سے نوازے پانچ روپے شکرانہ فنڈ میں ادا کئے ہیں۔

خاکسار: ناصر احمد شیموگہ

نتیجہ دینی امتحان لجنات اماء اللہ بھارت ۱۹۷۴ء

زیر انتظام لجنہ اماء اللہ مرکزیہ آخر ماہ اگست ۱۹۷۴ء کو لجنات بھارت کا مقرر کردہ دینی نصاب کے مطابق امتحان لیا گیا تھا۔ (جسمیں قادیان کے لئے پارہ الٓم نصف آخر باترجمہ بیرون لجنہ کے لئے پہلے چار رکوع باترجمہ جماعت احمدیہ کی مختصر تاریخ دُعا نماز جنازہ، مسجد میں داخل ہونے کی دُعا، ذرثمین کی نظم زبانی، اور دینی معلومات کا کورس رکھا گیا تھا) قادیان کی کل ۱۰۹ ممبرات نے امتحان دیا جسمیں سے ۱۰۷ کامیاب ہوئیں۔ چودہ بیرون لجنات کی ۱۱۲ ممبرات نے امتحان دیا اور ۱۰۷ کامیاب ہوئیں۔ قادیان کی لجنہ کا قرآن باترجمہ کا نصاب زیادہ تھا اس لئے پوزیشن علیحدہ نکالی گئی ہے۔

قادیان:- اوّل امۃ النصیر نیاز ۹۹/۱۰۰ **دوئم عائشہ سلطانہ** اہلیہ نعیم احمد صاحب ۹۸/۱۰۰ **سوم بُشریٰ بیگم مبشر** ۹۷/۱۰۰ **اور امۃ الحفیظ ربانی** ۹۷/۱۰۰ **چہارم بشریٰ طیبہ** اہلیہ محمد انعام صاحب غوری ۹۶/۱۰۰

بیرونی لجنات میں چودہ لجنات کا آپس میں مقابلہ ہوا۔

اول محترمہ امۃ الباری صاحبہ حیدرآباد ۹۹/۱۰۰ **دوئم محترمہ نورجہاں صاحبہ غنچہ پاڑہ** (اڑیسہ) ۹۵/۱۰۰ **سوئم عزیزہ امۃ الحمید صاحبہ حیدرآباد** ۹۴/۱۰۰ **محترمہ امۃ القیوم صاحبہ حیدرآباد** ۹۴/۱۰۰ **محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ چنتہ کنٹہ** ۹۴/۱۰۰
چہارم محترمہ خورشید بیگم صاحبہ ۹۳½/۱۰۰

اللہ تعالیٰ ان تمام ممبرات کو دینی امتحان میں کامیاب ہونا مبارک کرے اور آئندہ اس سے بڑھ کر دینی علوم سیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین پوزیشن لینے والی بہنوں کے انعامات اور کامیابی حاصل کرنے والی بہنوں کی سندات جلد بھجوائی جائیں گی۔ انشاءاللہ

نوٹ:- آئندہ امتحان لجنہ اماء اللہ کی سکیم ہر لجنہ کو بھجوا دی گئی ہے۔ اگر نہ ملی ہو تو اطلاع دیں۔ کتاب امتحان کے لئے جلد سے جلد دفتر لجنہ مرکزیہ سے منگوائیں۔ صدر لجنہ اماء اللہ ہر جگہ بہنوں کو نصاب لکھوا دیں۔ اور اس کے مطابق زیادہ سے زیادہ بہنوں کو نصاب میں شامل کریں۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

لجنہ اماء اللہ قادیان

نمبر	نام	نمبرات
۱	عزیزہ بشریٰ بیگم قریشی	۸۱
۲	” نصرت بیگم بدر	۹۳
۳	” رشیدہ سلطانہ عبدالحق صاحب	۳۶
۴	” امۃ الرشید ابراہیم صاحب	۵۴
۵	” امۃ العلیم محمد حسین صاحب	۸۳
۶	” نافعہ بیگم	۹۴
۷	” ناصرہ سلطانہ	۸۱
۸	” امۃ النصیر بنت محمد ابراہیم صاحب	۷۳
۹	” حمیدہ نعمت	۶۶
۱۰	” بشریٰ بیگم بنت دین محمد صاحب	۶۷
۱۱	” امۃ النصیر منصورہ	۷۰
۱۲	” عصمت بیگم	۸۳
۱۳	” امۃ الرفیق بانگروی صاحبہ **دوم**	۹۸
۱۴	” عزیزہ مبارکہ بنت ڈاکٹر بشیر احمد صاحب	۹۳
۱۵	” سلیمہ بیگم	۸۹
۱۶	” بشریٰ صدیقہ ننگلی	۸۴
۱۷	” امۃ اللطیف سندھی	۹۴
۱۸	” امۃ النصیر نیاز **اوّل**	۹۹
۱۹	” امۃ الرحمٰن بنت مولوی بشیر احمد صاحب خادم	۸۵
۲۰	” جمیلہ سلطانہ عبدالحق صاحب	۷۳
۲۱	” بشریٰ صادقہ	۸۴
۲۲	” بشریٰ بیگم مبشر **سوم**	۹۷
۲۳	” بشریٰ صادقہ بنت ڈاکٹر بشیر احمد صاحب	۹۳
۲۴	” امۃ الحفیظ بنت غلام ربانی صاحب **سوم**	۹۷
۲۵	” آصفہ بیگم	۶۶
۲۶	” فہمیدہ بیگم	۶۹
۲۷	عزیزہ نسیم اختر محمد حسین صاحب	۷۳
۲۸	” نفیرہ بیگم ڈوگر	۸۱
۲۹	” امۃ العزیز ساجدہ	۵۴
۳۰	” جمیلہ سلطانہ	۸۴
۳۱	” فرزانہ یاسمین	۶۷
۳۲	” نیرہ بشریٰ بنت مولوی حفیظ صاحب	۸۵
۳۳	” امۃ الکریم بنت ماسٹری محمد دین صاحب	۸۷
۳۴	” شکیلہ پروین صاحبہ	۸۳
۳۵	” ظہیرہ بدر	۸۴
۳۶	” بشریٰ بیگم ولی محمد صاحب	۷۸
۳۷	” بشریٰ بیگم احمد حسین صاحب	۸۶
۳۸	” دردانہ شاہین	۷۵
۳۹	” زینب النساء قریشی	۷۵
۴۰	” امۃ الباسط	۸۲
۴۱	” رفعت النساء	۸۶
۴۲	” امۃ الاحید شوکت	۸۵
۴۳	” امۃ المجید	۹۵
۴۴	” ساجدہ ثریا	۸۸
۴۵	” ساجدہ رحمٰن	۸۶
۴۶	” امۃ الکریم کوکب	۹۳
۴۷	” نصرت بدر دین محمد صاحب	۷۰
۴۸	” امۃ الرشید نرگس	۸۳
۴۹	” جمیلہ سلطانہ صاحبہ دہلوی	۷۹
۵۰	” نسیم اختر بشیر کالا افغاناں صاحب	۶۴
۵۱	” ثریا سلطانہ مرہی صاحب	۸۹
۵۲	” امۃ العزیز فتح محمد صاحب	۸۰
۵۳	” ریحانہ پروین	۴۸
۵۴	” بشریٰ شہزادی	۸۵
۵۵	عزیزہ مبارکہ شاہین	۵۴
۵۶	” ناصرہ بیگم بدر	۷۳
۵۷	” صغیر النساء	۹۱
۵۸	” صدیقہ قیصرہ	۸۰
۵۹	” صادقہ طیبہ	۸۳
۶۰	” امۃ النصیر سلطانہ	۸۸
۶۱	” فاطمہ ظہیرہ	۸۶
۶۲	” نصرت بیگم قریشی	۴۰
۶۳	” عائشہ صدیقہ	۳۹
۶۴	” قمر النساء	۳۵
۶۵	” کاملہ بیگم ظفرالدین صاحب مرحوم	۳۸
۶۶	محترمہ فرحت سلطانہ اہلیہ مولوی جاوید اقبال صاحب	۷۰
۶۷	” سکینہ سلطانہ ” حمیدالدین صاحب	۷۳
۶۸	” مریم سلطانہ ” شبیر احمد صاحب	۸۱
۶۹	” عائشہ بیگم ” نعیم احمد صاحب **دوم**	۹۸
۷۰	” بشریٰ طیبہ ” محمد انعام صاحب غوری **چہارم**	۹۶
۷۱	” شہناز بیگم ” برکت علی صاحب	۵۹
۷۲	” نورالنساء ” بدرالدین صاحب	۸۴
۷۳	” عشرت بانو ” محمد نعمان صاحب	۴۰
۷۴	” ثریا بانو ” جلال الدین صاحب	۴۰
۷۵	” شکیلہ بیگم ” خواجہ عبداللہ صاحب	۳۵
۷۶	” شمیم بیگم ” عبدالکریم صاحب سلکانہ	۳۴
۷۷	” آمنہ بیگم ” طیب علی صاحب	۳۵
۷۸	” شمس النساء ” محمد اسماعیل صاحب مرحوم	۳۶
۷۹	” اللہ رکھی ” فضل الرحمان صاحب	۸۰
۸۰	” نصرت جہاں ” نذیر ننگلی صاحب	۳۵
۸۱	” رقیہ بیگم ” نذیر احمد بوتھیی	۴۰
۸۲	” خدیجہ بیگم ” محمد نسیم صاحب	۹۳
۸۳	محترمہ امۃ القدیر بیگم اہلیہ ملک صلاح الدین صاحب	۷۹
۸۴	” ناصرہ بیگم بشیر بانکھوی صاحب	۴۰
۸۵	” نورجہاں اہلیہ عبدالقادر صاحب	۴۰
۸۶	” نصرت بیگم ” عبدالعظیم صاحب	۳۸
۸۷	” قدسیہ خاتون ” غالب صاحب	۳۵
۸۸	” آمنہ بیگم ” مرزا زمان صاحب	۳۸
۸۹	” اشرف النساء ” موسیٰ صاحب	۴۰
۹۰	” اختر النساء ” بشیر کالا افغاناں صاحب	۳۸
۹۱	” نفیسہ بانو ” حکمت اللہ صاحب	۴۰
۹۲	” ماجدہ بیگم ” محمد حسین صاحب	۴۰
۹۳	” بشیر بیگم ” منظور احمد صاحب چیمہ	۸۹
۹۴	” عظیم النساء ” بہادر خان صاحب	۳۸
۹۵	” ہدایت بی بی ” محمد احمد صاحب	۷۶
۹۶	” حسنیٰ بیگم ” قریشی فضل حق صاحب	۴۰
۹۷	” عصمت النساء ” عمرالدین صاحب	۴۰
۹۸	” طاہرہ سلیمہ ” سعید احمد صاحب	۳۸
۹۹	” رشیدہ بیگم ” محمد دین صاحب بدر	۳۴
۱۰۰	” نسیم اختر ” بشیر احمد صاحب بہار	۴۰
۱۰۱	” رشیدہ بیگم ” محمد دین صاحب	۷۹
۱۰۲	” زبیدہ سلطانہ ” عبدالحق صاحب	۳۷
۱۰۳	” مشتری بیگم ” محمد یوسف صاحب گجراتی	۷۶
۱۰۴	” اللہ رکھی ” شریف صاحب ڈوگر	۴۰
۱۰۵	” مبارکہ بیگم ” حافظ عبدالعزیز صاحب مرحوم	۴۰
۱۰۶	” عالم بی بی ” بابا جلال الدین صاحب مرحوم	۴۰
۱۰۷	” شمیمہ ناز ” فرید احمد صاحب	۳۴

(باقی)

اخبار قادیان

محترم چوہدری بدرالدین صاحب عامل جنرل سیکرٹری و کل انجمن احمدیہ تا عرصہ سے درد گردہ کی وجہ سے بیمار ہیں۔ کامل صحت کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

مورخہ ۳/۵ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر مدرس مدرسہ احمدیہ کی اہلیہ محترمہ کو گرنے سے دائیں بازو پر شدید چوٹ آئی ہے دو دن قبل انہوں نے اپنے بچے کے ختنے کروائے تھے۔ ہر دو کی کامل صحت کے لئے تمام احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے

مورخہ ۳/۲۹ کو مکرم فرید احمد صاحب رکن دفتر وقف جدید کو اللہ تعالیٰ نے نئے بیٹا کا عطا فرمایا۔ "عامر احمد" نام تجویز

درخواستِ دُعا

برادرم بدرالدین صاحب آسنوری کی والدہ محترمہ بیمار چلی آرہی ہیں بزرگان سلسلہ سے محترمہ کی صحت کاملہ اور برادرم کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار محمد ایوب ساجد

خاکسار کی والدہ کے پیٹ میں درد ہے شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

دانشور کون ہے؟ ✓

(بقیہ صفحہ ٦)

اُن کا نگران رہا لیکن وہ مشرک ہو مبتلا نہیں ہوئے اور جب تو نے میری روح قبض کر لی۔ اور وفات دے دی تو تو ہی بعد کے حالات نگہبان ہے۔

اب اگر حضرت مسیحؑ دوبارہ دنیا میں آجائیں اور اُن کو اپنی قوم کی حالت معلوم ہو جائے گی کہ وہ انہیں خدا کا اکلوتا بیٹا اور ان کی ماں کو بھی خدا مان رہے ہیں۔ اور شرک میں مبتلا ہیں۔ اس صورت میں وہ خدا کو یہ جواب کس طرح دے سکتے ہیں کہ مجھے تو ان کی حالت کا کوئی علم نہیں۔ اگر اس کے بعد بھی ان کا یہی جواب ہوگا تو نعوذ باللہ یہ سراسر جھوٹ ہے اور ایک نبی کی شان سے بالکل بعید ہے گے۔ کیونکہ ان کے کہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور غلط بیانی سے کام لے۔

۹۔ حضرت مسیحؑ کو زندہ ماننے اور اُن کی دوبارہ اس دنیا میں آمد سے آنحضرت صلعم کی مہر ختم نبوت ٹوٹتی ہے۔ کیونکہ ایک شخص جو دنیا کو ایک طرف تو یہ بتاتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے اب کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ اور دوسری طرف یہ کہتا ہو کہ حضرت عیسیٰؑ جو اسرائیلی نبی تھے وہ آنے والے ہیں کیا وہ مسلمانوں کے پاؤں در گشتوں میں رکھ کر اُن کو ہلاک کرنے کی کوشش نہیں کرتا؟ اگر حضرت مسیحؑ آنحضرت صلعم کے بعد آجائیں تو وہ حقیقت آخری نبی اور خاتم النبیین وہ ہوں گے جن کے بعد کوئی نبی نہیں آسکے گا۔

بقیہ صفحہ (۸)

شہادت بھی پائی جاتی ہے جسکو طالب صادق اس خاکسار ومؤلف براہین احمدیہ کی صحبت اور صبر اختیار کرنے سے بچشم خود تصدیق کرسکتا ہے آپ اس دین کی حقانیت یا ان آسمانی نشانوں کی صداقت میں شک ہے تو آپ طالب صادق بن کر قادیان میں تشریف لائیں اور ایک سال تک اس عاجز کی صحبت میں رہ کر ان آسمانی نشانوں کا بچشم خود مشاہدہ کریں۔

دُعائے مغفرت

اخبار الفضل ۹ مارچ ۱۹۷۵ء کی اشاعت میں یہ افسوسناک خبر پڑھ کر بہت صدمہ ہوا کہ مکرم شیخ محمد یعقوب صاحب درویش مرحوم کے بیٹے مکرم شیخ محمد داؤد احمد صاحب مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۷۵ء کو دل کا شدید حملہ ہونے کی وجہ سے قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم میاں محمد عمر صاحب سہگل آف کلکتہ کے داماد تھے مرحوم کا جنازہ لائلپور سے ربوہ بھیجا گیا اور حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مرحوم نے اپنے پیچھے سات لڑکیاں اور دو لڑکے یادگار چھوڑے ہیں اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور شیخ داؤد احمد صاحب کے جملہ پسماندگان خصوصاً مکرم میاں محمد عمر صاحب اور مرحوم کی بیوی اور بچوں کو صبر جمیل عطا کرے اور پسماندگان کا کفیل ہو آمین

مرزا وسیم احمد قادیان

دعا کریں ..... الراقم خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

ایک اور خبر بقیہ صفحہ ۲ :-

بن بھرتی اس نوجوان نے اپنا پستول چلا دیا گولی شاہ کے جبڑے کو پار کرتی ہوئی نکل گئی۔ دوسری گولی ان کی گردن میں لگی۔ (الجمعیۃ ۵؍۳ ؍۷۵) نے اسے خوش آمدید کہنے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ بھی

"قاہرہ ۲۸ مارچ الاخبار نے لکھا ہے کہ شاہ فیصل کے قاتل پرنس فیصل بن مساعد نے جب اپنے پستول سے گولیاں چلائیں تو اُسے یہ کہتے سُنا گیا "یہ میرے بھائی کا بدلہ ہے" آپ کا بھائی خالد ۱۹۶۶ء میں اس وقت پولیس کی گولی سے ہلاک ہو گیا۔ جب اس نے ٹیلی ویژن اسٹیشن کے افتتاح کو روکنے کے لئے قدامت پسندوں کے دیگر گروہوں کی قیادت کرتے ہوئے اسٹیشن پر حملہ کر دیا تھا۔ (الجمعیۃ ۳۰؍۳؍۷۵ ص۳)

قادیان میں یوم مسیح موعودؑ کی مبارک تقریب

بقیہ صفحہ اوّل

وقت خدا تعالیٰ نے آپ کو خبر دی۔

آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک فرش عبارت المسجد مکانی و ذکر الله مالی والخلق عیالی پر نہایت وضاحت سے روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ کے گھر یعنی مسجد کو بہت عزیز رکھتے تھے اور آپ کو مال و دولت کی خواہش نہ تھی آپ ذکر الٰہی کو ہی اپنی دولت سمجھتے تھے۔ مخلوق خدا سے آپ بے حد ہمدردی رکھتے تھے اور اُن کی اصلاح کے لئے دُعاؤں کے ساتھ ہر ممکن کوشش فرماتے بعدہ آپ نے قرآن کریم کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو ثابت کیا۔

اس کے بعد مکرم چوہدری مبشر احمد صاحب نے اپنی ایک نظم سنائی۔

پانچویں تقریر خاکسار (عنایت اللہ مُنادی) کی

مسیح موعودؑ کی تبلیغ زمین کے کناروں تک

کے عنوان پر ہوئی خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چند پیشگوئیوں کا جو آپ ... میں کیں تھیں۔ جب آپ کی حالت نہایت کمزور تھی۔ اور ہر دیکھنے والا یہ کہتا تھا کہ آپ اپنے مشن میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے ذکر کیا۔ اور بتایا کہ آخر اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس کو ایسی عظیم الشان کامیابی عطا فرمائی کہ دنیا کا گوشہ گوشہ حضور کے نام سے واقف ہے۔

چھٹی تقریر مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب نے

یقتل الخنزیر

کے موضوع پر ... فرمائی۔ آپ نے اپنی تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابل پر آنے والے بعض دشمنان اسلام پادری عبداللہ آتھم ڈاکٹر ڈوئی کا ذکر کیا اور ان دشمنان اسلام سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انذاری پیشگوئیوں پر وضاحت سے روشنی ڈالی۔

اس کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا آپ نے تمام مقررین اور منتظمین جلسہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام "جری اللہ فی حلل الانبیاء" پیش کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آپ کے مخالفین کے مقابلہ میں کامیابی کا ذکر فرمایا۔ اور بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام، قرآن مجید اور آنحضرت صلعم کو دنیا والوں کے سامنے اس رنگ میں پیش فرمایا کہ آپ نے ان تینوں چیزوں کا زندہ ہونا ثابت فرمایا۔ اپنے خطاب کو جاری رکھتے ہوئے صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ اگر کوئی اسلام، قرآن اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی دائمی روحانی حیات کا مشاہدہ کرنا چاہتا ہے تو آج بھی جماعت احمدیہ حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اقتداء میں اس امر کی زندہ دلیل ہے۔ آخر میں آپ نے تمام حاضرین جلسہ کو اپنے اندر ایک انقلاب پیدا کرنے اور آنحضرت صلعم اور مسیح موعودؑ کی سچی متابعت کی طرف توجہ دلائی۔ بعدہٗ حضرت امیر صاحب نے حاضرین سمیت اجتماعی دُعا فرمائی اور یہ مبارک تقریب نہایت کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری مساعی میں برکت ڈالے اور ہمیں آنحضرت صلعم اور مسیح موعودؑ کی تعلیم کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے

مالی خدمت دین کا نصف حصہ ہے

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے فرماتے ہیں

میرا ہمیشہ یہ خیال رہا ہے کہ اس زمانہ میں خصوصًا اور ویسے عمومًا مالی خدمت دین کا نصف ہے۔ اسی لئے قرآن مجید نے اپنی ابتداء میں جو صفت متقیوں کی بیان فرمائی ہے۔ اس میں ان کی ذمہ داریوں کا خلاصہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ الذین یقیمون الصلوٰة ومما رزقنٰھم ینفقون یعنی متقی تو وہ ہیں جو ایک طرف تو خدا کی محبت میں اس کی عبادت بجالاتے ہیں۔ اور دوسری طرف اپنے خدا داد رزق سے دین کی خدمت میں خرچ کرتے ہیں۔

اس اہم آیت میں گویا دینی فرائض کا پچاس فیصدی حصہ انفاق فی سبیل اللہ کو قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے جہاں جہاں اعمالِ صالحہ کی تلقین فرمائی ہے۔ وہاں ہر مقام پر لازمًا صلوٰة اور زکوٰة کو خاص طور پر نمایاں کرکے بیان کیا ہے۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

زکوٰة

زکوٰة اسلام کا ایک اہم اور بنیادی رکن ہے۔ جس طرح نماز فرض ہے اسی طرح اس کی ادائیگی فرض ہے۔ کوئی دوسرا چندہ زکوٰة کا قائمقام تصور نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی رُو سے زکوٰة کی تمام رقوم مرکز میں آنی چاہئیں۔ تمام صاحب نصاب احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ جس قدر زکوٰة آپ کے ذمہ واجب الادا ہے اسے ادا کرکے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔
اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق بخشے آمین۔

۳ اپریل ۱۹۷۵ء ناظر بیت المال (آمد) قادیان
۱۲ مو

منظوری انتخاب عہدیداران جماعت احمدیہ بجوپورہ سہارنپور

صدر	مکرم الحاج بشیر احمد صاحب بجوپورہ
جنرل سیکرٹری سیکرٹری تبلیغ نشرواشاعت	ر خان حمید اللہ صاحب افغانی سہارنپور
سیکرٹری مال	ر محمد یعقوب صاحب بہادر آباد ر

یہ منظوری مئی ۱۹۷۵ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۷۸ء تک ہے۔

ناظر اعلیٰ قادیان

درخواست دعا:۔ خاکسار اور خاکسار کا چھوٹا بھائی عزیز سید نیر احمد صاحب ان دنوں ملازمت نہ ملنے کے باعث بیکار ہیں۔ احباب جماعت سے گذارش ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو بہترین روزگار اور خدمت دین کی توفیق بخشے (خاکسار سید تنویر احمد بجوبٹیور اڑلیسہ)

آپ اپنے علاقہ سے باہر دوسرے صوبہ جات میں رشتہ ناطہ طے کرنے میں مرکز بہتر رنگ میں رہنمائی کرسکتا ہے لہٰذا دوست اس جماعتی نظام سے خود فائدہ اُٹھائیں۔
ناظر امور عامہ قادیان

مبلغین و معلمین کرام کی خاص توجہ کیلئے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت دور خلافت ثالثہ میں دینی تحریکات کا ایک زندہ سلسلہ جاری ہے۔ جن میں تربیتی، تعلیمی، اخلاقی اور اقتصادی ہر پہلو کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ تبلیغ و اشاعت اسلام کیلئے قربانیوں کا ایک نیا دور شروع ہو چکا ہے۔ اس سلسلہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ :۔

"اے احمدی بچو! اے مردو! اور اے عورتو! یہ وہ انعام ہے جو اللہ تعالیٰ تمہیں دینا چاہتا ہے۔ تم اس کے لئے مالی اور روحانی قربانی کا ایسا اعلیٰ نمونہ پیش کرو کہ تم ہی اعلیٰ انعام کے حقدار قرار دئیے جاؤ۔"

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ :۔

"میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ جلد اس وقف کی طرف توجہ کرے۔ اور اپنے آپ کو ثواب کا مستحق بنائے۔ یہ صفت کا ثواب ہے جو انہیں مل رہا ہے"

اس سلسلہ میں حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے مبلغین کو اس طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا کہ :۔

"میں مبلغین کو توجہ دلاتا ہوں کہ تم جماعتوں کو منظم کرو۔ ان جماعتوں کے چندوں کو بڑھانے کی کوشش کرو۔ یہاں تک کہ سال کے بعد جب جماعتوں کا بجٹ آئے تو ہم اسے دیکھ کر یہ کہہ سکیں کہ ان جماعتوں کے چندوں میں اتنی زیادتی ہو گئی ہے کہ ہم نیا معلم آسانی سے رکھ سکتے ہیں"

مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں اُمید ہے کہ مبلغین و معلمین صاحبان وقف جدید کے چندوں کی وصولی کے سلسلہ میں مقامی سیکرٹریان وقف جدید و سیکرٹریان مال سے تعاون فرماکر فرض شناسی کا ثبوت دیں گے اور عند اللہ ماجور ہوں گے۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

ضروری اعلان بابت رشتہ ناطہ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ روزافزوں ترقی کر رہی ہے اور تعداد میں اضافہ نیز حالات میں تبدیلی کی وجہ سے رشتہ ناطہ کے معاملات میں کچھ مشکلات بھی محسوس کی جا رہی ہیں۔ بعض دوست اپنی بچیوں کے لئے مناسب رشتے طے کرانے کے لئے مرکزی شعبہ رشتہ ناطہ نظارت امور عامہ کو لکھتے ہیں۔ مگر اپنے لڑکوں کے متعلق یہ فرماتے ہیں کہ اُن کے لئے موزوں رشتہ ہم خود ہی تلاش کر لیں گے۔ عمومًا ایسے دوست غلط جگہ رشتہ کرکے اپنے لئے مستقل نوعیت کی پریشانی پیدا کر لیتے ہیں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے رشتہ کی تلاش کا یہ طریق درست معلوم نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے کہ جب مرکزی دفتر میں اگر صرف لڑکیوں کے ہی کوائف ہوں گے تو ان کے لئے موزوں رشتے طے کرانے میں مرکز کیونکر مدد کر سکتا ہے۔ لہٰذا موزوں رشتوں کے خواہش مند احباب سے درخواست ہے کہ وہ اپنے لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کے کوائف نظارت ہذا کو بھجوائیں۔ تاکہ نظارت ہذا موزوں رشتے طے کرانے میں احباب جماعت کی مدد کر سکے امراء اور صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ سے درخواست ہے کہ اپنی جماعت کے قابل شادی لڑکے اور لڑکیوں کی فہرست (معہ ولدیت، عمر، تعلیم، روزگار وغیرہ) نظارت ہذا میں ارسال کرکے ممنون فرمائیں۔ تاکہ اس سلسلے میں پیش آرہی مشکلات کے بارہ میں مرکز کی طرف سے احباب کی رہنمائی کی جاسکے مرکزی مبلغین و معلمین وقف جدید کے تعاون سے مقامی طور پر یا اپنے علاقہ میں رشتے طے کرلینے زیادہ مفید ثابت ہوں گے۔ ص م